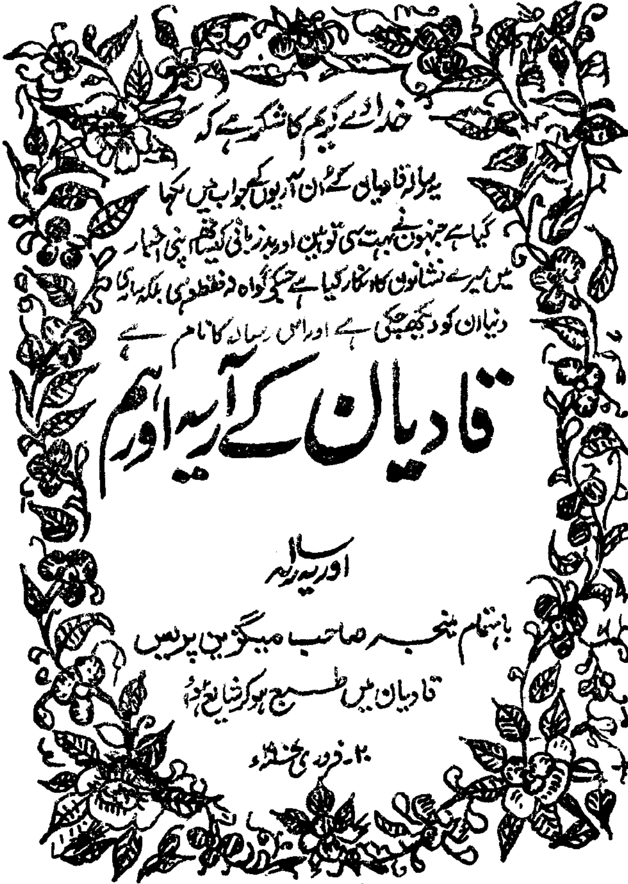
نمونہ ٹائیٹل بار اول



خدائے کریم کا شکر ہے کہ

یہ رسالہ قادیان کے اُن آریوں کے جواب میں لکھا
گیا ہے جنہوں نے بہت سی توہین اور بدزبانی کی اور اپنی اخبار
میں میرے نشانوں کا انکار کیا ہے جس کے گواہ نہ فقط ہم بلکہ ساری
دنیا ان کو دیکھ چکی ہے اور اس رسالہ کا نام ہے

قادیان کے آریہ اور ہم

اور یہ رسالہ

باہتمام منیجر صاحب میگزین پریس
قادیان میں طبع ہو کر شائع ہوا

۲۰۔ فروری ۱۹۰۷ء

تعداد ایک ہزار جلد
قیمت فی جلد ۳/

www.aaiil.org

قادیان کے آریہ

آریوں پر ہے صد ہزار افسوس ٭ دل میں آتا ہے بار بار افسوس
ہو گئے حق کے سخت نافرماں ٭ کر دیا دیں کو قوم پر قرباں
وہ نشاں جس کی روشنی سے جہاں ٭ ہو گئے بیدار ہو گیا لرزاں
اُن نشانوں سے ہیں یہ انکاری ٭ پر کہاں تک چلے گی طراری
اُن کے باطن میں اک اندھیرا ہے ٭ کین و نخوت نے آکے گھیرا ہے
لڑ رہے ہیں خدائے یکتا سے ٭ باز آتے نہیں ہیں غوغا سے
قوم کے خوف سے وہ مرتے ہیں ٭ سو نشاں دیکھیں کب وہ ڈرتے ہیں
موت لیکھو (پنڈت لیکھرام) بڑی کرامت ہے ٭ پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا
آسماں سے پھر اک نشاں دکھلا

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کرونگا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ عام دنیا کیلئے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا عنقریب ظاہر کریگا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جسکو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اسکی طرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے ۔ آمین

المشتہر ۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم ص۱

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قادیان کے آریہ اور ہم

ایک اخبار آریہ صاحبوں کی جو قادیان سے نکلتی ہے اور اب شاید جنوری ۱۹۰۷ء سے اسجگہ سے اس کا خاتمہ ہے اس میں میری نسبت لالہ شرمپت ساکن قادیان کا حوالہ دیکر ایک عجیب تہمت میرے پر لگائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو دسمبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں ایک تقریب سے مَیں نے بیان کیا تھا کہ ان آسمانی نشانوں کے جو خدا نے مجھے عطا فرمائے ہیں صرف مسلمان ہی گواہ نہیں ہیں بلکہ اس قصبہ کے ہندو بھی گواہ ہیں جیسا کہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل
آریہ بھی جو ساکنان قادیان ہیں ان کو میرے نشانوں کا علم ہے۔ اور اس جلسہ میں مَیں نے صرف ص۲
اسی قدر بیان نہیں کیا تھا بلکہ مَیں نے تمام مسلمانوں کے رُوبرُو جو ہریک طرف سے اور نیز دُور دراز ملکوں سے دو ہزار کے قریب جمع تھے یہ بھی بیان کیا کہ قطع نظر قادیان کے مسلمانوں کے اس قصبہ کے تمام ہندو بھی میرے نشانوں کے گواہ ہیں۔ کیونکہ اس زمانہ پر پینتیس ۳۵ برس کے قریب مدت گذر گئی جبکہ مَیں نے یہ ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"کہ اگرچہ اب تُو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے کہ مَیں ہزارہا انسانوں کو تیری طرف رجوع دونگا۔ اور اگرچہ اب تجھ میں کوئی مالی طاقت نہیں مگر مَیں بہت سے لوگوں کے دلوں میں اپنا الہام ڈالوں گا

کہ اپنے مالوں سے تیری مدد کریں۔ فوج در فوج لوگ آئیں گے اور مال دیں گے اور
اس قدر آئیں گے کہ قریب ہے کہ تو تھک جائے۔ وہ ہر ایک راہ سے سفر کر کے
قادیان میں آئیں گے اور اُن کی آمد کی کثرت سے راہیں گہری ہو جائیں گی۔ اور جب
اس پیشگوئی کے آثار ظاہر ہونگے تو دشمن چاہیں گے کہ یہ پیشگوئی ظاہر نہ ہو۔ اور
کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو مگر میں اُن کو نامراد رکھونگا اور اپنا وعدہ پورا کرونگا ۳
اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی فرمایا کہ **میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک
کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"**

یہ خلاصہ ہے اس پیشگوئی کا جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکی ہے اور درحقیقت اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے کی پیشگوئی ہے جس کو کم سے کم پینتیس ۳۵ برس ہوتے ہیں۔ سو اس جلسہ میں میں نے اس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا۔ اور اس کے لئے یہ تقریب پیش آئی تھی کہ جب ہم مع اپنی جماعت کے جو دو ہزار کے قریب تھی اپنی جامع مسجد میں نماز میں مشغول تھے۔ اور دور دور سے میری جماعت کے معزز لوگ آئے ہوئے تھے۔ جن میں گورنمنٹ انگریزی کے بھی بڑے بڑے عہدہ دار اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نواب بھی موجود تھے تو عین اس حالت میں کہ جب ہم اپنی جامع مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے ایک ناپاک طبع آریہ برہمن نے گالیاں دینی شروع کیں اور نعوذ باللہ ان
الفاظ سے بار بار گالیاں دیتا تھا کہ یہ سب کنجر اس جگہ جمع ہوئے ہیں کیوں باہر جا کر ۴
نماز نہیں پڑھتے اور پہلے سب سے مجھے ہی یہ گالی دی اور بار بار ایسے گندے الفاظ سے یاد کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اس رسالہ کو اُن کی تفصیل سے پاک رکھیں۔ قریباً ہم دو گھنٹہ تک نماز پڑھتے رہے اور وہ آریہ قوم کا برہمن برابر سخت اور گندے الفاظ کے ساتھ گالیاں دیتا رہا۔ اُس وقت بعض دیہات کے سکھ بھی ہماری کثیر جماعت کو دیکھ رہے تھے اور حیرت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ خدا نے ایک دنیا کو جمع کر دیا ہے۔ اور ان لوگوں نے بھی

منع کیا مگر وہ ناپاک طبع آریہ باز نہ آیا۔ اور معزز مسلمانوں کو کنجر کے پلید لفظ سے بار بار
یاد کرتا اور اشتعال دلاتا رہا۔

یہ ایک بڑا دُکھ تھا جو عین نماز کی حالت میں مجھے اُٹھانا پڑا۔ اور یہ بھی خوف تھا
کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو جوش پیدا ہو مگر خدا کا شکر ہے کہ سب نے صبر کیا۔
تعجب ہے کہ کیوں اُس نے یہ پلید اور گندہ لفظ اس جماعت کے لئے اختیار کیا۔ شاید
اس کو اپنے مذہب کا نیوگ یاد آیا ہوگا ؂ اس وقت سرکاری ملازم بٹالہ کا ایک ڈپٹی
انسپکٹر بھی موجود تھا۔ غرض جب اس آریہ کی گالیاں حد سے بڑھ گئیں تو معزز مسلمانوں
ص۵ کے دلوں کو سخت رنج پہنچا۔ اور اگر وہ ایک وحشی قوم ہوتی تو قادیان کے تمام آریوں کے لئے
کافی تھی۔ مگر ان کے اخلاق قابلِ تحسین ہیں کہ ایک سفلہ طبع آریہ نے باوجودیکہ اس قدر گندی
گالیاں دیں تاہم انہوں نے ایسے صبر سے کام لیا کہ گویا مُردے ہیں جن میں آواز نہیں اور
اور اس تعلیم کو یاد رکھا جو بار بار دی جاتی ہے کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ صبر سے پیش آؤ۔

جب نماز ہو چکی تو مَیں نے دیکھا کہ ان گندی گالیوں سے بہت سے دلوں کو بہت
رنج پہنچا تھا۔ تب مَیں نے اُن کی دلجوئی کے لئے اُٹھ کر یہ تقریر کی کہ رنج جو پہنچا ہے
ص۶ اس کو دلوں سے نکال دو۔ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے وہ ظالم کو آپ سزا دیگا۔ اور اُس وقت

؂ نیوگ آریہ مذہب کی رو سے ایک مذہبی حکم ہے جس کی رُو سے ایک آریہ کی پاک دامن عورت
باوجود زندہ ہونے خاوند کے اور باوجود اس کے کہ اُس کو طلاق بھی نہیں دی گئی ایک دوسرے
آدمی سے محض اولاد لینے کی غرض سے ہم بستر ہو سکتی ہے اور جب تک گیارہ لڑکے غیر آدمی کے
نطفہ سے پیدا ہو جائیں اس کام میں مشغول رہ سکتی ہے۔ اور ایسی عورت مذہب کی
رُو سے بڑی مقدس کہلاتی ہے۔ اور ایسا لڑکا ماں اور اپنے فرضی باپ دونوں کو دوزخ سے
نجات دلانے والا اور مکتی کا داتا کہلاتا ہے۔ منہ

مَیں نے یہ بھی کہا کہ مَیں جانتا ہوں کہ قادیان کے ہندو سب سے زیادہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں کیونکہ خدا کے بڑے بڑے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ایسی گندی گالیاں دیتے اور دُکھ پہنچاتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ خدا نے اس گاؤں میں کیسا بڑا نشانِ قدرت دکھلایا ہے۔ وہ اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ آج سے چھبیس[۲۶] ستائیس[۲۷] برس پہلے مَیں کیسی گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہؤا تھا۔ کیا کوئی بول سکتا ہے کہ اُس وقت یہ رجوعِ خلائق موجود تھا۔ بلکہ اُس وقت ایک انسان بھی میری جماعت میں داخل نہ تھا اور نہ کوئی میرے ملنے کے لئے آتا تھا۔ اور بجز اپنی ملکیت کی قلیل آمدنی کے کوئی آمدنی بھی نہیں تھی۔ پھر اُسی زمانہ میں بلکہ اُس سے بھی پہلے جس کو پینتیس[۳۵] برس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے خدا نے مجھے یہ خبر دی کہ ” ہزاروں لاکھوں انسان ہر ایک راہ سے تیرے پاس آویں گے۔ یہاں تک کہ سڑکیں گھِس جاویں گی۔ اور ہر ایک راہ سے مال آئیگا۔ اور ہر ایک قوم کے مخالف اپنی تدبیروں سے زور لگائیں گے کہ یہ پیشگوئی وقوع میں نہ آوے۔ مگر وہ اپنی کوششوں میں نامراد رہیں گے۔“ یہ خبر اُسی زمانہ میں میری کتاب براہین احمدیہ میں چھپ کر ہر ایک ملک میں شائع ہوگئی تھی۔ پھر کچھ مدت کے بعد اس پیشگوئی کا آہستہ آہستہ ظہور شروع ہؤا۔ چنانچہ اب میری جماعت میں تین لاکھ سے زیادہ آدمی ہیں[نوٹ] اور فتوحات مالی کا یہ حال ہے

صفحہ ۶

نوٹ: اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنی مقام سکندریہ سے کل ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا۔ لکھنے والا ایک معزز بزرگ اور شہر کا ہے یعنی سکندریہ کا جنکا نام احمد زہیری بدرالدین ہے خط محفوظ ہے جو اسوقت میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مَیں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کے تابع اور آپ کی پیروی کرنے والے اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیابان کی ریت اور کنکریں۔ اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں جو آپ کا پیرو نہیں ہوگیا۔ منہ

کہ اب تک کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور قریباً پندرہ سو روپیہ اور کبھی دو ہزار ماہوار لنگر خانہ پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اور مدرسہ وغیرہ کی آمدنی علیحدہ ہے۔ یہ ایک ایسا نشان ہے کہ جس سے قادیان کے ہندوؤں کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ اس نشان کے اوّل گواہ تھے انکو معلوم تھا کہ میں اس پیشگوئی کے زمانہ میں کس قدر گمنام اور پوشیدہ تھا۔ ص۳

یہ تقریر تھی جو اس جلسہ میں میں نے کی تھی اور تقریر کے آخر میں میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس نشان کے سب آریوں میں سے بڑھ کر گواہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنانِ قادیان ہیں۔ کیونکہ اُن کے روبرو کتاب براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہے چھپی اور شائع ہوئی ہے بلکہ براہین احمدیہ کے چھپنے سے پہلے اس زمانہ میں جبکہ میرے والد صاحب فوت ہوئے تھے یہ پیشگوئی اِن ہر دو آریوں کو بتلائی گئی تھی جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ میرے والد صاحب کے فوت ہونے کی خبر ان الفاظ سے خدا تعالیٰ نے مجھے دی تھی کہ وَالسَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ۔ یعنی قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد پڑے گا۔ اور ساتھ ہی سمجھایا گیا تھا کہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا والد آفتاب کے غروب ہونے کے ساتھ ہی وفات پائیگا۔ اور یہ الہام بطور ماتم پرسی کے تھا جو اپنے خاص بندوں سے عادت اللہ میں داخل ہے۔ اور جب یہ خبر سُنکر تردّد اور غم پیدا ہوا کہ انکی ص۹ وفات کے بعد ہماری اکثر وجوہ معاش جو ان کی ذات سے وابستہ ہیں نابود ہو جائیں گی تب یہ الہام ہوا:۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟ اِس وحیٔ الٰہی میں صریحاً خبر دی گئی تھی کہ تمام حاجات کا خدا خود متکفّل ہو گا۔ چنانچہ اس الہام کے مطابق غروب آفتاب کے بعد میرے والد صاحب فوت ہو گئے اور ان کے ذریعہ سے ہمارے جو وجوہ معاش تھے جیسے پنشن اور انعام وغیرہ سب ضبط ہو گئے۔ انہیں دنوں میں

جن پر پینتیس[۲۵] برس کا عرصہ گذر گیا ہے۔ مَیں نے اس الہام کو یعنی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کو مُہر میں کھدوانے کے لئے تجویز کی اور لالہ ملاوامل آریہ کو اس مُہر کے کھدوانے کیلئے امرتسر میں بھیجا اور محض اس لئے بھیجا کہ تا وہ اور لالہ شرمپت دوست اس کا دونوں اس پیشگوئی کے گواہ ہو جائیں چنانچہ وہ امرتسر گیا اور معرفت حکیم محمد شریف کلانوری کے پانچروپیہ اجرت دے کر مُہر بنوا لایا جس کا نقش الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ ہے جواب تک موجود ہے۔ یہ الہام قریباً پینتیس[۲۵] یا چھتیس[۳۶] ص۹
برس کا ہے جس کے یہ دونوں آریہ صاحبان گواہ ہیں۔ اور ان کو معلوم ہے کہ اُس زمانہ میں میری کیا حیثیت تھی۔ پھر اس زمانہ میں جبکہ براہین احمدیہ جس میں مذکورہ بالا الہامات درج ہیں بمقام امرتسر پادری رجب علی کے مطبع میں چھپ رہی تھی ان دونوں آریوں کو خوب معلوم ہے کہ مَیں کیسا گمنامی میں زندگی بسر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ کئی دفعہ یہ دونوں آریہ امرتسر میں میرے ساتھ جاتے تھے اور بجز ایک خدمتگار کے دوسرا آدمی نہیں ہوتا تھا۔ اور بعض دفعہ صرف لالہ شرمپت ہی ساتھ جاتا تھا۔ یہ لوگ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں میری گمنامی کی حالت کس درجہ تک تھی؛ نہ قادیان میں میرے پاس کوئی آتا تھا اور نہ کسی شہر میں میرے جانے پر کوئی میری پروا کرتا تھا اور مَیں ان کی نظر میں ایسا تھا جیسا کہ کسی کا عدم اور وجود برابر ہوتا ہے۔

اب وہی قادیان ہے جس میں ہزاروں آدمی میرے پاس آتے ہیں اور وہی شہر امرتسر اور لاہور وغیرہ ہیں جو میرے وہاں جانے کی حالت میں صدہا آدمی پیشوائی کے لئے ریل پر پہنچتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت ہزارہا لوگوں تک نوبت پہنچتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۰۳ء میں جب مَیں نے جہلم کی طرف سفر ص۱۰
کیا تو سب کو معلوم ہے کہ قریباً گیارہ ہزار آدمی پیشوائی کے لئے آیا تھا۔ ایسا ہی قادیان میں صدہا مہمانوں کی آمد کا ایک سلسلہ جواب جاری ہے اُس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا۔ اور قادیان کے تمام ہندوؤں کو اور خاص کر لالہ شرمپت اور ملاوامل کو (جواب قوم کے دباؤ کے نیچے آ کر خدا کے نشانوں سے منکر ہوتے ہیں ؎) خوب معلوم ہے کہ ان دنوں میں ہمارا مردانہ مکان محض

؎ مجھے واقعی طور پر معلوم نہیں کہ درحقیقت لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل سچ مچ ان تمام نشانوں سے

ایک ویرانہ اور خالی تھا۔ اور کوئی ہمارے پاس نہیں آتا تھا۔ ہاں یہ لوگ دن میں دو تین مرتبہ یا کم و بیش آجاتے تھے۔ یہ سب باتیں وہ حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔

پس جلسہ کے دن میری تقریر کا یہی خلاصہ تھا کہ قادیان کے آریوں پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو چکی ہے۔ خاص کر ان دونوں آریوں پر تو بخوبی اتمام حجت ہو چکا ہے جو بہت سے نشانوں کے گواہِ رؤیت ہیں۔ مگر وہ لوگ اس زبردست طاقتوں والے خدا سے نہیں ڈرتے جو ایک دم میں معدوم کر سکتا ہے۔ اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی کہ جو اُسی کتاب براہین احمدیہ میں درج تھی اور اسی زمانہ میں جس کو قریباً چھبیسؔ برس گذر چکے ہیں تمام پنجاب و ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی۔ ص۱۱
یعنی یہ کہ دشمن بہت زور لگائیں گے کہ تا یہ عروج اور یہ نشان اور یہ رجوع خلائق ظہور میں نہ آوے۔ اور لوگ مالی مدد نہ کریں۔ لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ اپنی پیشگوئی کو پوری کرے گا۔ اور وہ سب کے سب نامراد رہیں گے۔ اور یہ پیشگوئیاں نہ صرف عربی میں ہیں بلکہ عربی میں اردو میں انگریزی میں فارسی میں عبرانی میں براہین احمدیہ میں موجود ہیں۔

اور پھر جب چند سال کے بعد ان پیشگوئیوں کے آثار شروع ہونے لگے تو مخالفوں میں روکنے کے لئے جوش پیدا ہوا۔ قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورہ سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گذر گئے۔ اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکّار فریبی ہے اور صرف دوکاندار ہے لوگ اس کا دھوکا نہ کھاویں۔ مالی مدد نہ کریں۔ ورنہ اپنا روپیہ ضائع کریں گے۔ اس اشتہار سے ان آریوں کا مدعا یہ تھا کہ تا لوگ رجوع سے

بقیہ حاشیہ: منکر ہو گئے ہیں جن کو کہ وہ دیکھ چکے ہیں۔ صرف آریہ اخبار کے حوالہ سے یہ لکھتا ہوں۔ اور میں نہیں امید رکھتا کہ کوئی انسان ایسا خدا تعالیٰ سے بے خوف ہو جائے کہ اپنی رؤیت کی گواہیوں سے منکر ہو جائے۔ ہر ایک شخص کا آخر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہے۔ منہ

باز آجاویں - اور مالی امداد سے مونہہ پھیر لیں - مگر دنیا جانتی ہے کہ اُس اشتہار کے زمانہ میں میری جماعت ساٹھ[۶۰] یا ستّر[۷۰] آدمی سے زیادہ نہ تھی - چنانچہ یہ امر سرکاری رجسٹروں سے بھی بخوبی
ص۱۲ معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں زیادہ سے زیادہ تیس[۳۰] یا چالیس[۴۰] روپیہ ماہوار آمدنی تھی - مگر اس اشتہار کے بعد گویا مالی امداد کا ایک دریا رواں ہو گیا اور آج تک کئی لاکھ لوگ بیعت میں داخل ہوئے اور اب تک ہر مہینہ میں پانچ سو کے قریب بیعت میں داخل ہو جاتا ہے - اس سے ثابت ہے کہ انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا - یہ میرا بیان بغیر کسی ثبوت کے نہیں - ملاوامل کا اشتہار اب تک میرے پاس موجود ہے جو لالہ شرمپت کے مشورہ سے لکھا گیا تھا - سرکاری مہمان شماری تو ہمارے سلسلہ کے لئے مقرر رہی ہے - پس اس اشتہار کی تاریخ اشاعت پڑھو اور پھر دوسری طرف سرکاری کاغذات کے ذریعہ سے اس زمانہ اور بعد کے زمانہ کا مقابلہ کرو کہ اشتہار سے پہلے کس قدر مہمان آتے تھے - کس قدر روپیہ آتا تھا - اور بعد میں کس قدر خدا کی مدد شامل ہو گئی - یہ امر منی آرڈر کے رجسٹروں اور کاغذات مہمان شماری سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے اشتہار شائع کیا کس قدر میری جماعت تھی - ان کاغذات سے جو پولیس کی معرفت گورنمنٹ میں پہنچتے ہیں بخوبی فیصلہ ہو سکتا ہے اور صفائی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے لوگوں کو روکنے کے لئے اشتہار دیا کس قدر میری جماعت تھی
ص۱۳ اور کس قدر روپیہ آتا تھا - اور پھر بعد میں کس قدر ترقی ہوئی - مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس قدر ترقی ہوئی کہ جیسا ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے - اور یہ ترقی بالکل غیر معمولی اور معجزانہ تھی - حالانکہ نہ صرف ملاوامل نے بلکہ ہر ایک دشمن نے اس ترقی کو روکنے کے لئے پورا زور لگایا اور چاہا کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسری پیشگوئی پوری ہو گئی یعنی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا دشمن لوگوں کے رجوع کو روک نہ سکے -

اگر انسان حیا اور شرم کا کچھ مادہ اپنے اندر رکھتا ہو تو یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ عمیق در عمیق غیب کی باتیں جو خدائی قدرتوں سے پُر ہیں انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور سوچ

سکتا ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو انسانوں کی مخالفانہ کوششیں ضرور کارگر ہو جاتیں۔ اِن اشتہاروں کا اگر کچھ نتیجہ ہوُا تو یہ ہوُا کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو خدا تعالےٰ نے پہلے سے فرمایا تھا کہ دشمن جان توڑ کر زور لگائیں گے کہ عروج اور نصرتِ الٰہی اور رجوعِ خلائق کی پیشگوئی پوری نہ ہو مگر وہ پوری ہو جائیگی۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ صرف ملاوائل نے ہی زور نہیں لگایا بلکہ آریہ صاحبوں کا وہ پنڈت جس کی جان کو خدا کی پیشگوئی نے لے لیا یعنی
۱۴ص
لیکھرام وہ بھی اپنی ناچیز عمر کا حصہ انہیں تحریروں میں کھو گیا کہ تا براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری نہ ہو جو براہین احمدیہ میں لاکھوں انسانوں کے رجوع اور لاکھوں روپے کی آمدن کے بارہ میں شائع ہو چکی تھی۔ آخر نتیجہ یہ ہوُا کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے پانچ برس پہلے خبر دی تھی کہ وہ اپنی بد زبانی کی پاداش میں چھ برس کی میعاد میں قتل کیا جائے گا۔ وہ بدنصیب اُس پیشگوئی کو پورا کر کے راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

ایسا ہی عیسائیوں نے بھی اس پیشگوئی کو روکنے کے لئے بہت زور لگایا اور اُن کے اشتہار بھی اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ پھر مسلمان جن کا حق تھا اور جن کا فخر تھا کہ مجھے قبول کرتے انہوں نے بھی اس پیشگوئی کے روکنے کے لئے جو براہین احمدیہ میں میری آئندہ ترقی اور اقبال اور رجوع خلائق کی نسبت چھبیس[۲۶] برس سے درج تھی اور تخمیناً پچیس[۲۵] برس سے زبانی شائع ہو چکی تھی ناخنوں تک زور لگایا۔ یہاں تک کہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے زیادہ پرچہ ان کی طرف سے ایسا نکلا ہوگا جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ شخص
۱۵ص
کافر ہے۔ دجّال ہے۔ بے ایمان ہے کوئی اس کی طرف رُخ نہ کرے اور کوئی اس کی مدد نہ کرے بلکہ کوئی مصافحہ اور السلام علیکم نہ کرے اور جب مر جائے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے مگر ان اشتہاروں کی کیسی اُلٹی تاثیر ہوئی جس سے خدا تعالےٰ کی قدرت نظر آتی ہے۔ ان کے بعد کئی لاکھ آدمیوں نے میری بیعت کر لی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دوسرے بے شمار تحائف ہر طرف سے آئے۔ اور خدا کی غیرت اور قدرت نے

ان کے مُنہ پر وہ طمانچے مارے کہ ہر ایک میدان میں ان کو شکست نصیب ہوئی اور ہر ایک مباہلہ میں موت یا ذلت اُن کے حصہ میں آئی - یہ تمام اشتہارات جو آریوں کی طرف سے نکلے اور عیسائیوں کی طرف سے اور مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوئے میرے چند صندوقوں میں موجود ہیں جن میں ہزارہا گالیوں کے ساتھ جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بڑھ کر ہیں - مجھے مکّار - فریبی - ٹھگ - دجّال دہریہ اور بے ایمان کر کے یاد کیا گیا - اور اس لئے جمع رکھے گئے تا کسی کو انکار نہ ہو سکے -

جب میں ایک طرف براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی دیکھتا ہوں کہ اگرچہ تُو اب اکیلا ہے - تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ لاکھوں انسان تیرے ساتھ ہو جائیں گے اور اپنے عزیز مالوں سے تیری مدد کریں گے - اور ہر ایک قوم کے دشمن زور لگائیں گے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو مگر میں ان کو نامراد رکھوں گا - اور میں تجھے ہر ایک تباہی سے بچاؤں گا اگرچہ کوئی بچانے والا نہ ہو - اور دوسری طرف اس پیشگوئی کے مطابق ہر ایک قوم کے دشمنوں کا پیشگوئی کے روکنے کے لئے پوری کوشش کا مشاہدہ کرتا ہوں - اور پھر دیکھتا ہوں کہ باوجود دشمنوں کی سخت مزاحمت کے آخر وہ پیشگوئی ایسی پوری ہو گئی کہ اگر آج وہ تمام بیعت کرنے والے ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں تو ایک بڑے بادشاہ کے لشکر سے بھی زیادہ ہوں گے - تو اُس موقعہ پر مجھے وجد سے رونا آتا ہے کہ ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے کہ جس کے مُنہ کی بات کبھی ٹل نہیں سکتی گو تمام جہان دشمن ہو جائے اور اس بات کو روکنا چاہے -

یہ وہ بیان تھا جو اس جلسہ میں میں نے کیا تھا - اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا قادیان کے ہندوؤں کو اس پیشگوئی اور اس کے پورے ہونے کی کچھ خبر نہیں؟ کیا لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل اس پیشگوئی سے بے خبر ہیں؟ اور کیا آریہ صاحبان اپنے مذہب میں اس کی کوئی ثابت شدہ نظیر بتلا سکتے ہیں؟ اور کیا وہ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی

اس زمانہ میں میری طرف کسی کو رجوع نہ تھا۔ لعنتی ہے وہ شخص جو جھوٹ بولے اور مُردار ہے وہ کمینہ جو سچ کو چھپاوے۔ ایسے انسان اگرچہ زبان سے کہیں کہ خدا ہے لیکن درحقیقت وہ خدا سے منکر ہی ہوتے ہیں۔ مگر خدا اپنی طاقتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ مَیں موجود ہوں۔ مَیں آج سے نہیں بلکہ قدیم سے جانتا ہوں کہ عموماً قادیان کے ہندو سخت اسلام کے دشمن اور تاریکی سے پیار کرتے ہیں۔ وہ نور کو دیکھ کر اَور بھی تاریکی کی طرف دوڑتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک خدا نہیں۔ اور خدا نے اُن کو لیکھرام کا بڑا نشان دکھایا تھا لیکن انہوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ اور یہ کس قدر صاف نشان تھا جس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام طبعی موت سے نہیں مرے گا۔ بلکہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جاوے گا۔ اور عید کے دن کے بعد جو دن ہوگا اُس میں یہ واقعہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور اس پیشگوئی کی بناء صرف یہ تھی کہ وہ مذہب اسلام کو جھوٹا سمجھتا تھا۔ اور بہت بدزبانی کرتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔ پس خدا نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ تو گوشت یعنی زبان کی چھری اسلام پر چلا رہا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ لوہے کی چھری سے اس کا کام تمام کرے گا۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اور مَیں نے اشتہار دیا تھا کہ اے آریو! اگر تمہارے پرمیشر میں کچھ شکتی ہے تو اُس کی جناب میں دعا اور پرارتھنا کرکے لیکھرام کو بچا لو۔ مگر تمہارا پرمیشر اُس کو بچا نہ سکا اور اُس نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک مرجائیگا۔ خدا نے اس کی پیشگوئی جھوٹی ثابت کی اور ہمارا خدا غالب رہا۔ پھر اُس نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ یعنی دُعا کی کہ ہم دونوں میں سے جس کا جھوٹا مذہب ہے وہ مرجائے۔ آخر وہ اُس دُعا کے بعد آپ ہی مرگیا اور اس بات پر مُہر لگا گیا کہ آریہ مذہب سچّا نہیں ہے اور اسلام سچّا ہے۔ اور اُس نے اپنے مرنے سے میری نسبت یہ بھی گواہی دے دی کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔

صفحہ ۱۸ ہمیں یہ افسوس کبھی فراموش نہیں ہوگا کہ لیکھرام کی اس موت کا اصل باعث قادیان

کے ہندو ہی ہیں - وہ محض ناواقف تھا - اور جب وہ قادیان میں آیا تو قادیان کے ہندوؤں نے میری نسبت اس کو یہ کہا کہ یہ جھوٹا اور فریبی ہے - ان باتوں کو سُنکر وہ سخت دلیر ہو گیا - اور سخت بگڑ گیا - اور اپنی زبان کو بدگوئی میں چھُری بنا لیا - سو وہی چھُری اس کا کام کر گئی - خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی کو گالیاں دینا اور سچّے کو جھوٹا قرار دینا آخر انسان کو سزا کے لائق کر دیتا ہے - اگر لیکھرام نرمی اور تواضع اختیار کرتا تو بچایا جاتا - کیونکہ خدا کریم ؎ و رحیم ہے - اور سزا دینے میں دھیما ہے - مگر ان لوگوں نے اس کو بڑا دھوکا دیا - میں ۱۹
جانتا ہوں کہ اس کی موت کا گناہ قادیان کے ہندوؤں کی گردن پر ہے اور مجھے افسوس ہے

ؔ اس جگہ یہ واقعہ قدرت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی تھی کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع نہیں کریگا تو پندرہ مہینے میں مرجائیگا - اور لیکھرام کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جائیگا - پھر چونکہ عبداللہ آتھم پیشگوئی کے دنوں میں بہت روتا رہا اور اس کے دل پر حق کی عظمت غالب آگئی اور اُس نے اس مدت میں کوئی بُرا لفظ زبان سے نہ کہا - اس لئے خدا نے جو کریم و رحیم ہے اُس کی میعاد کو بڑھا دیا اور وہ کچھ اور قلیل مدت تک زندہ رہ کر مرگیا - مگر لیکھرام نے پیشگوئی سُننے کے بعد زبان درازی شروع کی جیسا کہ سفلہ ہندوؤں کی عادت ہے، اس لئے اس کی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے پائی اور ابھی میعاد میں ایک سال باقی تھا جو پیشگوئی کے مطابق قتل کیا گیا - ایسا ہی احمد بیگ کی پیشگوئی پوری ہونے کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں نے بہت غم اور خوف ظاہر کیا - اس لئے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اس کے داماد کی موت میں تاخیر ڈال دی - کیونکہ تمام نبیوں کی زبانی خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جب کسی بلا کے نازل ہونے کی کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ لوگ ڈر جائیں اور دل ان کا خوف سے بھر جائے اور خدا تعالیٰ سے دُعا یا صدقہ خیرات سے رحم چاہیں تو خدا تعالےٰ رحم کرتا ہے - اور اسی اصول کے موافق ہر ایک قوم کے لوگ کسی بلا کے وقت صدقہ خیرات کیا کرتے ہیں - منہ

کہ ان لوگوں نے اُس سے بہت ہی بُرا سلوک کیا۔ یہ لوگ زبان سے تو کہتے ہیں کہ پرمیشر ہے
مگر میں نہیں قبول کرتا کہ اُن کے دل بھی پرمیشر پر ایمان لاتے ہیں۔ اُن کا عجیب مذہب ہے
کہ جس قدر زمین پر پیغمبر گذرے ہیں سب کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور جھوٹا جانتے ہیں گویا
صرف چھوٹا سا ملک آریہ ورت کا ہمیشہ خدا کے تخت کی جگہ رہی ہے اور دوسرے ملکوں سے
خدا نے کچھ تعلق نہیں رکھا یا اُن سے بے خبر رہا ہے۔ مگر خدا نے قرآن شریف میں یہ
فرمایا ہے کہ ہر ایک ملک میں اس کے پیغمبر آتے رہے ہیں۔ ایسا ہی ہند میں بھی خدا
کے پاک پیغمبر اور اس کا کلام پانے والے گذرے ہیں۔ اور ایسا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ خدا
تمام ملکوں کا ہے نہ صرف ایک ملک کا۔ نہ معلوم کس شیطان نے ان لوگوں کے دلوں
میں یہ پھونک دیا ہے کہ بجز وید کے خدا کی ساری کتابیں جھوٹی ہیں۔ اور نعوذ باللہ خدا
کا نبی موسیٰؑ اور خدا کا پیارا عیسیٰؑ اور خدا کا برگزیدہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سب جھوٹے اور مکّار گذرے ہیں۔ ہماری شریعت صلح کا پیغام ان کو دیتی ہے۔ اور ان کے ص۲۰
ناپاک اعتقاد جنگ کی تحریک کرکے ہماری طرف تیر چلا رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ
ہندوؤں کے بزرگوں کو مکّار اور جھوٹا مت کہو مگر یہ کہو کہ ہزارہا برسوں کے گذرنے کے بعد
یہ لوگ اصل مذہب کو بھول گئے۔ مگر بالمقابل ہمارے یہ ناپاک طبع لوگ ہمارے برگزیدہ
نبیوں کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو مفتری اور جھوٹا سمجھتے ہیں۔ کیا کوئی توقع کرسکتا
ہے کہ ایسے ہندوؤں سے صلح ہو سکے۔ ان لوگوں سے بہتر سناتن دھرم کے اکثر نیک اخلاق
لوگ ہیں جو ہر ایک نبی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور فروتنی سے سر جھکاتے ہیں۔ میری
دانست میں اگر جنگلوں کے درندے اور بھیڑیئے ہم سے صلح کریں اور شرارت چھوڑ دیں تو
یہ ممکن ہے مگر یہ خیال کرنا کہ ایسے اعتقاد کے لوگ کبھی دل کی صفائی سے اہل اسلام سے
صلح کریں گے سراسر باطل ہے۔ بلکہ ان کا ان عقیدوں کے ساتھ مسلمانوں سے سچی صلح
کرنا ہزاروں محالوں سے بڑھ کر محال ہے۔ کیا کوئی سچا مسلمان برداشت کرسکتا ہے جو

اپنے پاک اور بزرگ نبیوں کی نسبت ان گالیوں کو سُنے اور پھر صلح کرے؟ ہرگز نہیں۔
پس ان لوگوں کے ساتھ صلح کرنا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ کاٹنے والے زہریلے سانپ
۲۱ کو اپنی آستین میں رکھ لینا۔ یہ قوم سخت سیاہ دل قوم ہے جو تمام پیغمبروں کو جو دنیا میں بڑی بڑی اصلاحیں کر گئے مفتری اور کذّاب سمجھتے ہیں۔ نہ حضرت موسیٰ ان کی زبان سے بچ سکے نہ حضرت عیسیٰ اور نہ ہمارے سید و مولیٰ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے سب سے زیادہ دنیا میں اصلاح کی۔ جن کے زندہ کئے ہوئے مُردے اب تک زندہ ہیں۔

خدا جو غائب ہے اُس کی ذات کا ثبوت صرف ایک گواہی سے کیونکر مل سکتا ہے؟ اس لئے خدا نے دنیا میں ہر ایک قوم میں ہر ایک ملک میں ہزاروں نبی پیدا کئے۔ اور وہ ایسے وقتوں میں آئے کہ جبکہ زمین لوگوں کے گناہوں سے پلید ہو چکی تھی۔ انہوں نے بڑے نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت دیا۔ اور اُس کی عظمت دلوں میں بٹھائی اور نئے سرے زمین کو زندہ کیا۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ بجز وید کے کوئی کتاب خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی اور تمام نبی جھوٹے تھے اور ان کا تمام دَور مکر و فریب کا دَور تھا۔ حالانکہ وید اب تک آریہ ورت کو شرک اور بُت پرستی اور آتش پرستی سے صاف نہیں کر سکا۔

۲۲ غرض یہ لوگ اُن نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا۔ وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کیلئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا۔ ہم ان لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتے۔ وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں ہم ان کو دُعا دیتے ہیں۔ وہ ہمیں تیر مارتے ہیں اور خدائے عزّ و جلّ کی قسم ہے کہ اگر یہ لوگ تلوار کے زخم سے ہمیں مجروح کرتے تو ہمیں ایسا ناگوار نہ ہوتا جیسا کہ انکی ان گالیوں سے جو ہمارے برگزیدہ نبیوں کو دیتے ہیں ہمارے دل پاش پاش ہو گئے۔ ہم یہ گالیاں سُن کر

اُن ناپاک طبع دنیا کے کیڑوں کی طرح مداہنہ نہیں کر سکتے جو کہتے ہیں کہ ہم ان تمام لوگوں کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر اُن کے باپوں کو گالیاں دی جاتیں تو ایسا ہرگز نہ کہتے۔ خدا ان کا اور ہمارا فیصلہ کرے۔ یہ عجیب مذہب ہے۔ کیا اس قوم سے کسی بھلائی کی اُمید ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ اسلام بلکہ تمام نبیوں کے خطرناک دشمن ہیں۔ ان کے گالیوں سے بھرے ہوئے رسالے ہمارے پاس موجود ہیں۔

اب ہم اپنے اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ قادیان کے آریہ اخبار میں جو
۲۳ لالہ شرمپت برادر لالہ بشمبرداس کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ ہم نے کوئی نشان آسمانی اس راقم کا نہیں دیکھا۔ یہ اس قسم کا جھوٹ ہے کہ اگر کوئی انسان گندی سے گندی نجاست کھالے تو ایسی نجاست کھانا بھی اس جھوٹ سے کمتر ہے۔ ان باتوں کو سُنکر یقین آتا ہے کہ اس قدر جھوٹ بولنے والے کو اپنے پرمیشر پر ایمان نہیں اور وہ ہرگز نہیں ڈرتا کہ جھوٹ کا کوئی بُرا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ میں نے کئی کتابوں میں لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان کی نسبت لکھدیا ہے کہ انہوں نے فلاں فلاں آسمانی نشان میرے دیکھے ہیں بلکہ بیسیوں نشان دیکھے ہیں اور وہ کتابیں آجتک کروڑہا انسانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ پس اگر انہوں نے مجھ سے آسمانی نشان نہیں دیکھے تو اس صورت میں مجھ سے زیادہ دنیا میں کون جھوٹا ہو گا اور میرے جیسا کون ناپاک طبع اور مفتری ہو گا جس نے محض افترا اور جھوٹ کے طور پر ان کو اپنے نشانوں کا گواہ قرار دے دیا۔ اور اگر میں اپنے دعوے میں سچا ہوں تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر میری اَور کیا بے عزتی ہو گی کہ ان لوگوں نے اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے مجھے جھوٹا اور افترا کرنے والا قرار دیا۔ دُور کے لوگ کیا جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے۔ بلکہ اس عداوت کی وجہ سے کہ جو اکثر لوگوں کی میرے ساتھ ہے ان لوگوں کو سچّا سمجھیں گے
۲۴ اور گھر کی گواہی خیال کرینگے۔ اور اس طرح پر اور بھی اپنی عاقبت خراب کرینگے۔ پس چونکہ میں اس بے عزّتی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نیز اس سے خدا کے قائم کردہ سلسلہ پر نہایت

بد اثر ہے اس لئے مَیں اوّل تو لالہ شرمپت اور ملاوا مل کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ خدا کی قسم کے ساتھ مجھ سے فیصلہ کریں۔ اور خواہ مقابل پر اور خواہ تحریر کے ذریعہ سے۔ اس طرح پر خدا کی قسم کھائیں کہ فلاں فلاں نشان جو نیچے لکھے گئے ہیں ہم نے نہیں دیکھے اور اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں تو خدا ہم پر اور ہماری اولاد پر اس جھوٹ کی سزا نازل کرے۔ اور وہ نشان آسمانی بہت سے ہیں جو براہین احمدیہ میں لکھے گئے ہیں لیکن اس قسم کے لئے سب نشانوں کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۱) لالہ شرمپت کے لئے یہ کافی ہے کہ اوّل تو اس نے میرا وہ زمانہ دیکھا جبکہ وہ میرے ساتھ اکیلا چند دفعہ امرتسر گیا تھا۔ اور نیز براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت وہ میرے ساتھ ہی پادری رجب علی کے مکان پر کئی دفعہ گیا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس وقت مَیں ایک گمنام آدمی تھا۔ میرے ساتھ کسی کو تعلق نہ تھا۔ اور اس کو خوب معلوم ہے کہ براہین احمدیہ کے چھپنے کے زمانہ میں یعنی جبکہ یہ پیشگوئی ایک دنیا کے رجوع کرنے کے بارے میں براہین احمدیہ میں درج ہو چکی تھی مَیں صرف اکیلا تھا۔ تو اب قسم کھاوے کہ کیا یہ پیشگوئی اُس نے پوری ہوتی دیکھ لی یا نہیں؟ اور قسم کھا کر کہے کہ کیا اُس کے نزدیک یہ کام انسان سے ہو سکتا ہے کہ اپنی ناداری اور گمنامی کے زمانہ میں دنیا کے سامنے قطعی اور یقینی طور پر یہ پیشگوئی پیش کرے کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ تیرے پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تو گمنام نہیں رہیگا۔ لاکھوں انسان تیری طرف رجوع کرینگے اور کئی لاکھ روپیہ تجھے آئیگا۔ اور قریباً تمام دنیا میں عزت کے ساتھ تو مشہور کیا جائے گا۔ اور پھر اس پیشگوئی کو خدا پوری کر دے۔ ۲۵ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ اور جھوٹ بولا ہے۔ اور جھوٹ کی نجاست کھائی ہے۔ اور نیز خدا اپنی پیشگوئیوں کے موافق ہر ایک مزاحم کو نامراد رکھے۔ اور لالہ شرمپت قسم کھا کر کہے کہ کیا اس نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ لی یا نہیں؟ اور کیا اس کے پاس کوئی ایسی نظیر ہے کہ کسی جھوٹے نے خدا کا نام لے کر ایسی پیشگوئی کی ہو اور وہ پوری ہو گئی ہو۔ اور چاہیئے کہ اس کی نظیر کو پیش کرے۔

(۲) دوسری قسم کھاکر یہ بتادے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اس کا بھائی بسمبرداس مع خوشحال برہمن
کسی فوجداری مقدمہ میں سزایاب ہوکر دونوں قید ہو گئے تھے تو اُس وقت اُس نے مجھ سے دُعا کی ص۲۶
درخواست کی تھی۔ اور مَیں نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر اسے یہ بتلایا تھا کہ میری دُعا سے آدھی قید
بسمبرداس کی تخفیف کی گئی۔ اور اسے مَیں نے کشفی حالت میں دیکھا ہے کہ مَیں اس دفتر میں
پہنچا ہوں جہاں اس کی سزا کا رجسٹر ہے۔ اور مَیں نے اپنی قلم سے آدھی سزا کاٹ دی ہے مگر
خوشحال برہمن کی سزا نہیں کاٹی بلکہ اس کی سزا پوری رکھی کیونکہ اس نے مجھ سے دعا کی درخواست
نہیں کی تھی۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ مَیں نے اِس پیشگوئی کے بتانے کے وقت میں یہ بھی کہا تھا
کہ خدا نے مجھے اپنی وحی سے علم دیا ہے کہ چیف کورٹ سے مِسل واپس آئے گی اور بسمبرداس
کی آدھی قید تخفیف کی جائے گی مگر بری نہیں ہوگا اور خوشحال برہمن پوری قید بھگت کر جیل سے باہر آئیگا
اور یہ اس وقت کہا تھا کہ چیف کورٹ میں بسمبرداس اور خوشحال برہمن کا اپیل ابھی دائر ہی کیا
گیا تھا۔ اور کسی کو خبر نہیں تھی کہ انجام کیا ہوگا۔ بلکہ خود چیف کورٹ کے ججوں کو بھی خبر نہیں
ہوگی کہ کس حکم کی طرف ہمارا قلم چلے گا۔ اُس وقت مَیں نے بتلایا تھا کہ وہ قادر خدا جس
نے قرآن نازل کیا ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ مَیں نے تیری دعا قبول کی۔ اور ایسا ہوگا کہ چیف کورٹ
سے مِسل واپس آئیگی اور بسمبرداس کی آدھی قید دعا کے باعث سے معاف کی جائیگی مگر بَری ص۲۷
نہیں ہوگا۔ اور خوشحال برہمن نہ بَری ہوگا اور نہ اس کی قید میں تخفیف کی جائیگی تا دُعا قبول
ہونے کے لئے ایک نشان رہے۔ اور آخر ایسا ہی ہُوا۔ اور مِسل چند ہفتوں کے بعد ضلع میں
واپس آئی اور بسمبرداس کی آدھی قید تخفیف کی گئی۔ مگر خوشحال برہمن کا قید میں سے ایک دن
بھی تخفیف نہ کیا گیا۔ اور دونوں بری ہونے سے محروم رہے۔ اور شرمپت حلف اٹھا کر یہ
بھی بتادے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب اس طرح یہ آخر کار میری پیشگوئی کے مطابق فیصلہ ہُوا
تو لالہ شرمپت نے میری طرف ایک رقعہ لکھا کہ آپ کی نیک بختی کی وجہ سے خدا نے یہ غیب
کی باتیں آپ پر کھول دیں اور دعا قبول کی۔

اور لالہ شرمپت قسم کھا کر یہ بھی بتا دے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مدت تک وہ میرے پاس یہی جھوٹ بولتا رہا کہ میرا بھائی بسمبرداس بری ہو گیا ہے۔ اور پھر جب حافظ ہدایت علی جو اُن دنوں میں بٹالہ کا تحصیلدار تھا۔ اتفاقاً قادیان میں آیا۔ اور قریباً دس بجے کا وقت تھا۔ تب بسمبرداس میرے مردانہ مکان کے نیچے اس کو ملا اور اس نے بسمبرداس کو مخاطب کر کے کہا کہ

۲۸ ہم خوش ہوئے کہ تم قید سے مخلصی پا گئے۔ مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے۔ تب میں نے شرمپت کو کہا کہ تم اس قدر مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتے رہے کہ میرا بھائی بسمبرداس بری ہو گیا ہے۔ تو شرمپت نے یہ جواب دیا کہ ہم نے اس لئے اصل حقیقت کو چھپایا کہ اصلیت ظاہر کرنے سے ایک داغ رہ جاتا تھا۔ اور آئندہ رشتوں ناطوں میں ایک روک پیدا ہو جاتی تھی اور اندیشہ تھا کہ برادری کے لوگ ہمارے خاندان کو بدچلن خیال کریں۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ جب بسمبرداس کی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل دائر کیا گیا تو نماز عشاء کے وقت جب میں اپنی بڑی مسجد میں تھا علی محمد نام ایک مُلّاں ساکن قادیان نے جو اب تک زندہ اور ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے میرے پاس آکر بیان کیا کہ اپیل منظور ہو گئی۔ اور بسمبرداس بری ہو گیا اور کہا کہ بازار میں اس خوشی کا ایک جوش برپا ہے۔ تب اس غم سے میرے پر وہ حالت گذری جس کو خدا جانتا ہے۔ اس غم سے میں محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مر گیا۔ تب اسی حالت میں نماز شروع کی گئی۔ جب میں سجدہ میں گیا۔ تب مجھے یہ الہام ہوا۔ لاتحزن انک انت الاعلٰی۔ یعنی غم نہ کر تجھی

۲۹ کو غلبہ ہوگا۔ تب میں نے شرمپت کو اس سے اطلاع دی۔ اور حقیقت یہ کھلی کہ اپیل صرف لیا گیا ہے یہ نہیں کہ بسمبرداس بری کیا گیا ہے۔

پس شرمپت قسم کھا کر بتلاوے کہ کیا یہ واقعہ نہیں گذرا؟ اور دوسری طرف علی محمد مُلّاں بھی قسم کے لئے بلایا جائیگا جو ایک مخالف بلکہ ایک نہایت خبیث مخالف کا بھائی ہے

(۳) اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ایک دفعہ چنداسنگھ نام ایک سکھ پربایت درختان

تحصیل بٹالہ میں ہماری طرف سے نالش درج کی گئی تھی کہ اس نے بغیر اجازت ہماری کے اپنے کھیت سے درخت کاٹ لئے ہیں۔ تب خدا نے میری دعا کرنے کے وقت میری دعا کو قبول فرما کر میرے پر یہ ظاہر کیا تھا کہ ڈگری ہو گئی۔ اور میں نے یہ پیشگوئی شرمپت کو بتا دی تھی۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ حکم کے وقت ہماری طرف سے عدالت میں کوئی حاضر نہ تھا اور فریق ثانی حاضر ہو گئے تھے۔ قریب عصر کا وقت تھا کہ شرمپت نے ہماری مسجد میں آکر تمسخر کے طور پر مجھے یہ کہا کہ مقدمہ خارج ہو گیا۔ ڈگری نہیں ہوئی۔ تب مجھ پر وہ غم گذرا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ خدا کا قطعی طور پر کلام تھا۔ میں مسجد میں نہایت پریشانی سے بیٹھ گیا اس خیال سے کہ ایک مشرک نے مجھے شرمندہ کیا۔ اور میں اس کی اس خبر سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ ۳۰ قریب پندرہ آدمی کے ہندو اور مسلمان بٹالہ سے یہ خبر لائے تھے۔ اس لئے نہایت درجہ کا غم مجھ پر طاری تھا۔ اتنے میں غیب سے ایک آواز آئی۔ اور وہ نہایت رُعبناک آواز تھی۔ اس کے الفاظ یہ تھے۔ "ڈگری ہو گئی ہے۔ مسلمان ہے؟" یعنی کیا تو خدا کے کلام کو باور نہیں کرتا۔ ایسی آواز پہلے اس سے میں نے کبھی نہیں سُنی تھی۔ میں مسجد کے طرف دوڑا کہ یہ بلند آواز کس کی طرف سے آئی۔ اور آخر معلوم ہوا کہ فرشتہ کی آواز ہے۔ یہ وہی فرشتے ہیں جن سے آجکل کے اندھے* آریہ انکار کرتے ہیں۔ تب میں نے اسی وقت شرمپت کو بلایا اور کہا کہ ابھی خدا کی طرف سے مجھے یہ آواز آئی ہے۔ اس پر اس نے پھر ہنس دیا اور کہا کہ بٹالہ سے پندرہ سولہ آدمی

---

* نادان آریہ کہتے ہیں کہ خدا کو کسی چٹھی رساں کی کیا حاجت ہے یعنی وہ فرشتوں کا محتاج نہیں۔ پس یہ تو سچ ہے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں۔ مگر اس کی عادت میں داخل ہے کہ وہ وسائط سے کام لیتا ہے۔ اور وسائط سے کام لینا اس کے عام قانون قدرت میں داخل ہے۔ دیکھو وہ ہوا کے ذریعے کانوں تک آواز پہنچاتا ہے۔ پس جسمانی سلسلہ سے یہ روحانی نقل اس کا عین مطابق ہے۔ جو روحانی کانوں کو اپنی آواز فرشتوں کے ذریعہ سے جو ہوا کے قائم مقام ہیں پہنچا دے اور ضرور ہے کہ جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں باہم مطابق ہوں۔ اور یہی دلیل قرآن شریف نے پیش کی ہے۔ منہ

آئے ہیں جو بعض ہندو بعض سکھ اور بعض مسلمان ہیں اور ابھی بعض اُن کے بازار میں موجود ہیں۔ یہ
کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ سب جھوٹ بولیں۔ یہ کہکر چلا گیا اور مجھے اُس نے اُس وقت ایک دیوانہ سا
خیال کیا۔ رات میری سخت بیقراری میں بسر ہوئی۔ صبح ہوتے ہی میں بٹالہ گیا تحصیل میں حافظ
ہدایت علی تحصیلدار موجود نہ تھا مگر اس کا سررشتہ دار متھرا داس نام موجود تھا جو اب تک
زندہ ہوگا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا؟ اس نے جواب دیا کہ ص۳۱
نہیں بلکہ ڈگری ہوئی۔ میں نے کہا۔ قادیان کے پندرہ سولہ آدمی جو فریق مخالف اور اس کے
گواہ تھے سب نے جا کر یہی بیان کیا ہے کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے۔ اُس نے جواب دیا
کہ ایک طرح سے انہوں نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ بات یہ تھی کہ تحصیلدار کے فیصلہ لکھنے کے
وقت میں حاضر نہ تھا۔ کسی کام کے لئے باہر چلا گیا تھا یا شاید یہ کہا تھا کہ میں پاخانہ پھرنے
کے لئے چلا گیا تھا۔ اور تحصیلدار نیا آیا ہوا تھا۔ اور اس کو پیچ در پیچ مقدمات کی خبر نہ تھی
اور فریق مخالف نے اس کے فیصلہ لکھنے کے وقت ایک فیصلہ صاحب کمشنر کا اُس کے آگے
پیش کیا تھا۔ اور اس میں صاحب کمشنر کا یہ حکم تھا کہ چونکہ یہ مزارعہ موروثی ہیں اس لئے
ان کا حق ہے کہ اپنے اپنے کھیت کے درخت ضرورت کے وقت کاٹ لیا کریں۔ مالک کا
اس میں کچھ دخل نہیں۔ تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور جب میں
آیا تو مجھے وہ اپنا لکھا ہوا فیصلہ دیا کہ شامل مسل کر دو۔ میں نے پڑھ کر کہا کہ ان زمینداروں
نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ کیونکہ جس فیصلہ کو انہوں نے پیش کیا ہے وہ صاحب فنانشل
کے حکم سے منسوخ ہو چکا ہے۔ اور بموجب اس حکم کے کوئی مزارعہ موروثی ہو یا غیر موروثی ص۳۲
بغیر اجازت مالک کے اپنے کھیت کا درخت نہیں کاٹ سکتا۔ اور میں نے مسل میں سے
وہ فیصلہ ان کو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے فی الفور اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ٹکڑے
ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور دوسرا فیصلہ ڈگری کا لکھا اور کل خرچہ مدعا علیہم کے ذمہ ڈالا۔
فریق ثانی تو خوشی خوشی اپنے حق میں فیصلہ سُنکر قادیان کو چلے گئے تھے اُن کو اس دوسرے

فیصلہ کی خبر نہ تھی اس لئے انہوں نے وہی ظاہر کیا جو ان کو معلوم تھا۔

غرض میں نے واپس آکر یہ سب حال شرمپت کو سُنایا اور مزار خان کو بھی اپنی جھوٹی خوشی پر اطلاع ہوگئی۔ پس اگر لالہ شرمپت اس نشان سے بھی منکر ہے تو چاہیئے کہ قسم کھا کر کہے کہ ایسا کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور ایسا بیان سراسر افترا ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی بہت سے لوگ قادیان میں اُن میں سے زندہ ہونگے جنہوں نے یہ نشان دیکھا ہے۔

اور سوائے اس کے بیسیوں اور ایسے آسمانی نشان ہیں جن کا گواہ رویت لالہ شرمپت ہے۔ وہ تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہے۔ کہاں تک آریہ لوگ اُس سے انکار کرائیں گے۔

۲۳ص (۴) بھلا لالہ شرمپت قسم کھا کر کہے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب نواب محمد حیات خان سی۔ ایس۔ آئی معطل ہو گیا تھا اور کوئی بریّت کی اُمید نہیں تھی اور اُس نے مجھ سے دُعا کی درخواست کی تھی تو میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ بری کیا جائیگا۔ اور میں نے کشفی نظر سے اس کو عدالت کی کُرسی پر بیٹھا دیکھا تھا اور یہ بات میں نے اُس کو بتا دی تھی اور نہ صرف اُسکو بلکہ بہتوں کو بتائی تھی۔ چنانچہ کشن سنگھ آریہ بھی اس کا گواہ ہے۔ اگر یہ سچ نہیں تو قسم کھائے۔

(۵) اور پھر لالہ شرمپت قسم کھا کر بتاوے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب پنڈت دیانند نے پنجاب میں آکر بہت شور کیا اور خدا کے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحقیر کی۔ اور خدا کے تمام مقدس نبیوں کو سونے کھوٹے کی طرح قرار دیا۔ تب میں نے شرمپت کو کہا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ اب اس کی موت کا دن قریب ہے۔ وہ بہت جلد مرے گا کیونکہ اس کا دل مر گیا ہے۔ چنانچہ وہ اس پیشگوئی کے بعد صرف چند دنوں میں ہی اجمیر میں مر گیا اور اپنی حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا۔

۲۴ص (۶) اور نیز شرمپت قسم کھا کر بتلا دے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک دفعہ اُسکو اور ملاوامل کو صبح کے وقت یہ الہام بتایا گیا تھا کہ آج ارباب سرور خان نام ایک شخص کا روپیہ آئے گا اور وہ ارباب محمد لشکر خان کا رشتہ دار ہوگا۔ تب ملاوامل وقت پر ڈاکخانہ میں گیا اور خبر لایا

کہ سرور خاں کا اسقدر روپیہ آیا۔ مگر ساتھ ہی یہ عذر کیا کہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ فلاں شخص کا رشتہ دار ہے۔ تب اس کے تصفیہ کے لئے ان کے روبرو مردان میں بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی طرف خط لکھا گیا تھا جو ان دنوں میں میرے سخت مخالف ہیں۔ اُن کا جواب آیا کہ ارباب سرور خان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے۔

(۷) اور کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مرتبہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ "اے عمی بازیٔ خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی۔" اور اُسی دن شرمپت کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے امین چند رکھا۔ اور اُن دنوں میں میرا بھائی غلام قادر مرحوم بیمار تھا۔ مَیں نے لالہ شرمپت کو کہا کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ یہ میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے اور الہامی طور پر میرے بیٹے سلطان احمد کی طرف سے یہ کلمہ ہے۔ اور یا ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کی طرف یہ اشارہ ہو جس کا نام تُو نے امین چند رکھا ہے۔ﮨ یہ میرا کہنا ہی تھا کہ لالہ شرمپت نے گھر جا کر اپنے بیٹے کا نام بدل دیا اور بجائے امین چند کے گوکل چند رکھ دیا جو اب تک زندہ موجود ہے۔ مگر چند روز کے بعد میرا بھائی فوت ہو گیا۔ یہ بات بھی لالہ شرمپت سے حلفاً دریافت کرنی چاہیئے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب گورداسپور میں ایک شخص کرم دین نام نے میرے پر دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی عدالت آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ میں دائر کیا ہوا تھا تو مَیں نے لالہ شرمپت کو

ﮨ اگرچہ مجھے یقین تھا کہ یہ الہام میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کے بارے میں ہے اور یہی مَیں نے اپنے بعض عزیزوں کو بتلا بھی دیا تھا اور خود اپنے بھائی مرحوم کو بھی بتلایا تھا جس سے وہ بہت غمگین ہوئے اور مجھ سے بہت افسوس بھی کیا کہ انکو مَیں نے کیوں بتلایا مگر جب شرمپت نے مجھے خبر دی کہ مَیں نے اپنے بیٹے کا نام امین چند رکھا ہے تو تقدیر الٰہی سے میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے کہ ممکن ہے کہ عمی سے مراد امین چند ہو۔ کیونکہ ہندو لوگ امین چند کے نام کو مختصر کر کے اُمی بھی کہدیتے ہیں۔ تب اس کے دل میں بہت خوف پیدا ہوا اور اس نے گھر میں جا کر امین چند کی جگہ گوکل چند اپنے لڑکے کا نام رکھ دیا۔ منہ

کہا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ انجام کار میں اس مقدمہ میں بری کیا جاؤں گا۔ مگر کرم دین سزا پائے گا۔ یہ اُس وقت کی خبر ہے کہ جب تمام آثار اس کے برخلاف تھے اور حاکم کی رائے ہمارے مخالف تھی۔ چنانچہ آتما رام مجوز مقدمہ نے اپنے فیصلہ کے وقت بڑی سختی سے فیصلہ دیا اور ہم پر ساتسو روپیہ جرمانہ کیا۔ اور ناخنوں تک زور لگا کر فیصلہ لکھا۔ اور پھر صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے جیسا کہ میں نے پیشگوئی کی تھی وہ حکم آتما رام کا منسوخ کیا گیا اور صاحب موصوف نے مجھ کو بڑی عزت کے ساتھ بری کرکے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ نے یعنی میں نے کرم دین کی نسبت استعمال کئے ہیں یعنی کذّاب اور لئیم٭ کا لفظ ان الفاظ سے کرم دین کی کچھ بھی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔ بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر بھی کوئی اور سخت الفاظ اس کے حق میں استعمال کئے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا۔ یہ تو میرے حق میں فیصلہ ہوا۔ مگر کرم دین پر پچاس روپیہ جرمانہ قائم رہا۔ یہ پیشگوئی نہ صرف میں نے لالہ شرم پت کو بتلائی تھی بلکہ میں اس پیشگوئی کو مقدمہ کے وجود سے پہلے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جو ایک عربی زبان میں کتاب ہے شائع کر چکا تھا۔ پس کسی کے لئے ممکن نہیں جو ۲۶

٭ کرم دین کا بیان تھا کہ کذّاب اس کو کہتے ہیں جو بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ اور ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو۔ اور لئیم اس کو کہتے ہیں جو ولدالزنا ہو۔ اور اس کے خاندان میں ایسا ہی سلسلہ چلا آیا ہو۔ اور اس پر اُس نے کتابیں بھی دکھلائیں۔ مگر ڈویژنل جج نے فرمایا کہ اگر ان الفاظ سے سخت تر الفاظ بھی بولے جاتے۔ تب بھی اس سے کرم دین کی کچھ بے عزتی نہیں تھی۔ یعنی اس کی حالت کے لحاظ سے ابھی یہ الفاظ تھوڑے ہیں۔ منہ

اس سے انکار کر سکے ؟

یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اس وقت پیش کرتا ہوں - اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب بیان صحیح ہے اور کئی دفعہ لالہ شرمپت سُن چکا ہے - اور اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میرے لڑکوں پر ایک سال کے اندر اس کی سزا نازل کرے - آمین ولعنۃ اللہ علی الکاذبین - ایسا ہی شرمپت کو بھی چاہیئے کہ میری اس قسم کے مقابل پر قسم کھاوے - اور یہ کہے کہ اگر میں نے اس قسم میں جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میری اولاد پر ایک سال کے اندر اس کی سزا وارد کرے - آمین ولعنۃ اللہ علی الکاذبین ٭

یہ تو شرمپت کی نسبت لکھا گیا - اور ملاوا مل اس کا دوست بھی اس میں شریک ہے اس کو چاہیئے کہ اس بات کی قسم کھاوے کہ کیا میرے والد صاحب کی وفات کے بعد الہام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا مُہر پر کھدوانے کے لئے اُس کو امرتسر میں نے نہیں بھیجا تھا ؟ اور کیا پانچ روپے اُجرت دیکر وہ مہر نہیں لایا تھا اور کیا اس زمانہ میں اس عروج اور شان و شوکت اور رجوع خلائق کا نام و نشان تھا ؟ اور کیا یہ تمام پیشگوئیاں اس کو نہیں بتائی گئی تھیں ؟ جس کے لئے وہ بھیجا گیا تھا - یعنی اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ خبر ملی تھی کہ شنبہ کے روز آفتاب کے غروب کے بعد میرا والد فوت ہو جائے گا اور تجھے کچھ غم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ میں تیرا متکفل ہونگا - اور تیری حاجات پوری کرنے کے لئے میں کافی ہونگا - اور یہ تخمیناً پینتیس [۳۵] یا چھتیس [۳۶] برس کا الہام ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں ۳۷

ؤ یہ پیشگوئی نہ صرف کتاب مواہب الرحمٰن میں بلکہ اخبار الحکم اور البدر میں بھی وقوع سے پہلے شائع کی گئی تھی۔ منہ

٭ یہ بددعا کا فقرہ اس امر سے لازم و ملزوم ہے کہ میری اس دُعا کے مقابل پر شرمپت بھی اپنی نسبت انہیں الفاظ کے ساتھ بددعا طبع کرا کر کسی اخبار میں شائع کراوے - منہ

ایسا پوشیدہ تھا جیسا کہ ایک ٹکڑہ کسی جوہر کا سمندر کی تہ کے نیچے پوشیدہ ہو۔

دوسری یہ بتاوے کہ کیا وہ ایک مرتبہ مرض دق میں مبتلا نہیں ہوا؟ اور اسکو خواب بھی آچکی تھی کہ ایک زہریلے سانپ نے اسکو کاٹا ہے اور تمام بدن سُوج گیا ہے۔ اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ میرے پاس آکر رو دیا تھا۔ تب میں نے اسکے حق میں دعا کی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا۔ قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً یعنی اے تپ کی آگ ٹھنڈی ہو جا۔ اور یہ الہام اسکو سنایا گیا تھا۔ اور پھر بعد اس کے چند دنوں میں ہی وہ صحت یاب ہو گیا!

۳۸ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔ اور اگر یہ جھوٹ ہیں تو خدا ایک سال کے اندر میرے پر اور میرے لڑکوں پر تباہی نازل کرے اور جھوٹ کی سزا دے۔ آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ایسا ہی ملا وامل کو چاہیئے کہ چند روزہ دنیا سے محبت نہ کرے اور اگر ان بیانات سے انکاری ہے تو میری طرح قسم کھاوے کہ یہ سب افتراء ہے اور اگر یہ باتیں سچ ہیں تو ایک سال کے اندر میرے پر اور میری تمام اولاد پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین ؎

اور یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح پر قسم نہ کھائیں گے بلکہ حق پوشی کا طریق اختیار کرینگے اور سچائی کا خون کرنا چاہیں گے۔ تب بھی میں امید رکھتا ہوں کہ حق پوشی کی حالت میں بھی خدا ان کو بے سزا نہیں چھوڑے گا*۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی بے عزتی خدا کی بے عزتی ہے

؎ یہ سچ ہے کہ ایک مرتبہ ملا وامل نے اپنے اشتہار میں میرے نشانوں کے دیکھنے سے انکار کردیا تھا۔ مگر اس انکار کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر لوگ خود غرضی سے دو دو ۲ آنے لے کر عدالتوں میں گواہی کے وقت جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں۔ تمام مدار ایسی قسم پر ہے جو میں نے لکھی ہے اگر یہ لوگ خدا سے بیخوف ہو کر اپنی قوم کو خوش کرنے کیلئے ایسی قسم کھا لینگے تب انکو معلوم ہوگا کہ خدا بھی ہے۔ منہ

* اور اگر وہ راست راست شائع کر دینگے تو مجھے قوی امید ہے کہ وہ خدا سے اجر اور برکت پائیں گے۔ مگر خدا پسند نہیں کرتا کہ کوئی جھوٹ بول کر سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے کہ اس میں وہ خدا کی عزت اور جلال پر حملہ کرتا ہے۔ اس لئے آخر کار خدا اس کو پکڑتا ہے۔ منہ

ماسوا اس بات کا بھی مجرم ہے کہ اُس نے یہ سب کچھ دیکھ کر پھر مخالفت کرکے اپنے پورے زور اور پوری مخالفت سے ایک اشتہار دیا تھا جس کو دس برس گذر گئے اور لوگوں کو روکا تھا کہ میری طرف رجوع نہ کریں اور نہ کچھ مالی مدد کریں۔ تب اس کے روکنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اشتہار کے بعد کئی لاکھ انسان میرے ساتھ شامل ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا۔ مگر پھر بھی اُس نے خدا کے ہاتھ کو محسوس نہ کیا۔

۳۹ بالآخر ہم اس بات کا لکھنا بہت ہی ضروری سمجھتے ہیں کہ جس پرمیشر کو پنڈت دیانند نے آریوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک ایسا پرمیشر ہے جس کا عدم اور وجود برابر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اگر ایک شخص اپنی آوارگی اور بدچلنی کے زمانہ سے تائب ہوکر اسی اپنے پہلے جنم میں مکتی کو پانا چاہے تو اُس کو اس کی توبہ اور پاک تبدیلی کی وجہ سے مکتی عنایت کر سکے بلکہ اُس کے لئے آریہ اصول کی رُو سے کسی دوسری جون میں پڑ کر دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے خواہ وہ انسانی جون کو چھوڑ کر کُتّا بنے یا بندر سوّر۔ مگر بننا تو ضرور چاہیئے۔ یہ پرمیشر ہے جس کو دیالو اور سرب شکتی مان کہا جاتا ہے۔ اگر انسان نے اپنی ہی کوشش سے سب کچھ کرنا ہے تو مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر پرمیشر کا کس بات میں شکر ادا کیا جائے۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے بعض حصّۂ عمر میں ایسا زمانہ بھی آجاتا ہے کہ وہ کسی حد تک نفسانی جوشوں اور خواہشوں کا تابع ہوتا ہے۔ اور کم سے کم یہ کہ غفلت جو گناہوں کی ماں ہے ضرور کسی قدر اس سے حصّہ لیتا ہے اور یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ کیا جسمانی پہلو کی رُو سے اور کیا رُوحانی پہلو کی رُو سے ابتداء میں کمزوری میں پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اگر خدا کا فضل شامل حال ہو تو آہستہ آہستہ پاکیزگی
۴۰ کی طرف ترقی کرتا ہے۔ پس یہ خوب پرمیشر ہے جس کو انسانی فطرت کی بھی خبر نہیں۔ اگر اسی طرح مکتی پاتا ہے تو پھر مکتی کی حقیقت معلوم۔ ہم اس آزمائش کے لئے نہ صرف ایک آریہ کو مخاطب کرتے ہیں نہ دو کو نہ تین کو بلکہ نہایت یقین اور بصیرتِ تامّہ کی راہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے رو برو دو ہزار یا دس ہزار یا بیس ہزار یا مثلاً ایک لاکھ ہی آریہ کھڑے ہوکر قسم کھا دیں کہ کیا اُن کی

سوانح عمری ایسی پاک ہے کہ کسی قسم کا اُن سے گناہ سرزد نہیں ہوا ۔ اور کیا وہ آریہ اصولوں کی رُو سے تسلّی رکھتے ہیں کہ وہ مرتے ہی مکتی پا جائیں گے ۔ اور پھر جب مخلوقات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی تعداد کو دوسری مخلوقات سے وہ نسبت نہیں جو قطرہ کو دریا کی طرف ہوتی ہے ۔کیونکہ علاوہ ان تمام بے شمار جانوروں کے جو خشکی اور تری میں پائے جاتے ہیں ایسے غیر مرئی جانور بھی کرۂ ہوا اور پانی میں موجود ہیں جو وہ نظر نہیں آسکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں ۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر زمانہ اور مدّت دراز گذرنے کے پرمیشر نے مکتی دینے میں ایسی ناقابل کارروائی کی ہے کہ گویا کچھ بھی نہیں کی ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی ہرگز مرضی ہی نہیں کہ کوئی شخص مکتی حاصل کر سکے اور یا یوں کہو کہ وہ ص۴۱
مکتی دینے پر قادر ہی نہیں ۔ اور یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے ۔کیونکہ اگر قادر ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ دائمی نجات یا مکتی نہ دے سکے ۔ اور ایسا ہی باوجود دیالو اور قادر ہونے اس کے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیوں وہ ایسا چڑچڑا مزاج ہے کہ ایک ذرا سے گناہ کو بھی بخش نہیں سکتا اور جب تک ایک گناہ کے لئے کروڑ ہا جونوں میں نہ ڈالے خوش نہیں ہوتا ۔ ایسے پرمیشر سے کس بہتری کی امید ہو سکتی ہے ؟ اور جبکہ ایک شریف طبع انسان اپنے قصورواروں کے قصور انکی توبہ اور درخواست معافی پر بخش سکتا ہے اور انسان کی فطرت میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ کسی خطاکار کی پشیمانی اور آہ وزاری پر اس کی خطا کو بخش دیتا ہے تو کیا وہ خدا جس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ اس صفت سے محروم ہے ؟ نعوذ باللہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔

پس یہ آریوں کی غلطی ہے کہ اس خدا کو جس کو وہ دیالو بھی کہتے ہیں اور سرب شکتی مان بھی سمجھتے ہیں اس کو اس عظیم الشان صفت سے محروم قرار دیتے ہیں ۔ اور یاد رہے کہ انسان جو ص۴۲
سراسر کمزوری میں بھرا ہوا ہے بغیر خدا کی صفت مغفرت کے ہرگز نجات نہیں پا سکتا ۔ اور اگر خدا میں صفت مغفرت نہیں تو پھر انسان میں کہاں سے پیدا ہو گئی ؟ یاد رہے کہ نجات نہ پانا ایک موت ہے ایسا ہی سچی توبہ کرنا بھی ایک موت ہے ۔ پس موت کا علاج موت ہے ۔ کیا وہ خدا جو ہر ایک چیز پر

قادر ہے۔ اُس نے ہماری اِس موت کا علاج کوئی نہیں رکھا۔ اور کیا ہم بے علاج ہی مرینگے؟ ہرگز نہیں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے علاج بھی ساتھ ہی پیدا ہوا ہے۔ اور افسوس سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اس اعتقاد میں ایک ہی راہ پر قدم مارا ہے صرف فرق یہ ہے کہ عیسائی تو انسان کے گناہ بخشوانے کے لئے ایک نبی کے خون کی حاجت سمجھتے ہیں۔ اور اگر وہ نہ مارا جاتا تو گناہ نہ بخشے جاتے۔ اور اگر ثابت ہو کہ وہ مارا نہیں گیا۔ جیسا کہ ہم نے ثابت بھی کر دیا ہے اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ حضرت عیسٰی اپنی موت طبعی سے فوت ہوا اور ایک دنیا جانتی ہے کہ کشمیر میں اس کی قبر ہے تو اس صورت میں سب تانا بانا کفارہ کا بیکار ہو گیا۔ اور آریہ صاحبان مطلقاً اپنے پرمیشر کو گناہوں کے بخشنے سے قاصر سمجھتے
ہیں اور آریہ اور عیسائی اس اعتقاد میں دونوں شریک ہیں کہ خدا خطا کار کو اُس کی پشیمانی اور توبہ پر بخش نہیں ص۴۲
سکتا۔ اور آریہ صاحبوں نے صرف اسی قدر پر بس نہیں کی بلکہ وہ تو اپنے پرمیشر کو اس بات سے بھی جواب دیتے ہیں کہ وہ انسان کا خالق اور اس کی تمام قوتوں اور روحانی اور جسمانی کا مبدء فیض ہے اور اس طور پر پرمیشر کی شناخت کا دروازہ بھی اُن پر بند ہے۔ کیونکہ وید کی رُو سے پرمیشر کی عادت نہیں ہے کہ کوئی نشان آسمانی دکھلاوے اور اس طرح پر اپنے وجود کا پتہ دے۔ اور دوسری طرف وہ ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنیوالا نہیں ہے پس دونوں طرف سے آریہ مذہب کی رُو سے پرمیشر کی شناخت محال ہے۔ علاوہ اس کے جس تعلیم پر ناز کیا جاتا ہے نیوگ کا مسئلہ اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے لیکن کیا کسی شریف انسان کی فطرت قبول کر سکتی ہے کہ اُسکی زندگی میں اُس کی جورو جس کو طلاق بھی نہیں دی گئی دوسرے سے ہم بستر ہو جائے۔

علاوہ اس کے جس جاودانی نجات کا انسان طبعاً خواہشمند ہے اور اس کی فطرت میں یہ نقش کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی لذّت اور آرام کا طالب ہو اس جاودانی نجات سے یہ مذہب منکر ہے اور اپنے پرمیشر کے لئے
یہ تجویز کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک محدود مدّت کے بعد اپنے بندوں کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے۔ اور اسکی ص۴۳
وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ دنیا کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور پرمیشر ارواح کا خالق نہیں۔ اس لئے پرمیشر کیلئے یہ مصیبت پیش آئی کہ اگر وہ تمام روحوں کو ہمیشہ کی نجات دے دے تو اس سے سلسلہ دنیا کا ٹوٹ جائیگا اور کسی دن پرمیشر معطّل اور خالی ہاتھ رہ جائیگا۔ کیونکہ ہر ایک رُوح جو ہمیشہ کی مکتی پاکر دنیا سے گئی تو گویا

وہ پرمیشر کے ہاتھ سے گئی پس اس طرح پر جب روحیں خرچ ہوتی رہیں تو بباعث اس کے کہ پرمیشر کوئی روح پیدا نہیں کرسکتا اور آمدن کی سبیل قطعاً بند تو ضرور ایک دن ایسا آجائیگا جبکہ پرمیشر کے ہاتھ میں ایک بھی روح نہیں رہے گی تا وہ دنیا میں بھیجی جائے۔ پس اس خیال سے پرمیشر نے یہ پیش بندی اختیار کر رکھی ہے جو ہمیشہ کی مکتی سے روحوں کو جواب دیدیا کرتا ہے اور دھکے دیکر مکتی خانہ سے باہر نکال لیتا ہے۔

اسجگہ بعض نادان آریہ محض چالاکی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ انسان کے اعمال محدود ہیں اس لئے مکتی بھی محدود رکھی گئی۔ مگر وہ دھوکا کھاتے ہیں یا دھوکا دیتے ہیں۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں ہمیشہ کی اطاعت مرکوز ہے۔ نیک آدمی کب کہتے ہیں کہ اتنی مدت کے بعد ہم خدا تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت

۲۵ چھوڑ دینگے بلکہ اگر بے انتہا مدت تک ان کو عمر دی جائے تب بھی وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کرتے رہیں گے۔ اس صورت میں اگر وہ جلد مرجائیں تو ان کا کیا گناہ ہے۔ اُن کی نیت میں تو ہمیشہ کی اطاعت ہے نہ کسی حد تک اور تمام مدار نیت پر ہے۔ اور موت جو انسان پر آتی ہے یہ خدا کا فعل ہے نہ کہ انسان کا۔

یہ ہیں عقائد آریہ صاحبوں کے جن پر وہ ناز کرتے ہیں۔ چونکہ ان کے خیال میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ ایک گناہ سے بھی بیشمار جونوں کی سزا درپیش ہے۔ اس لئے وہ گناہ سے پاک ہونے کے لئے کوئی کوشش کرنا عبث اور بے سود سمجھتے ہیں۔ اور اُن کے مذہب میں کوئی مجاہدہ نہیں ہے جس کی رُو سے اسی دنیا میں انسان گناہ سے پاک ہو سکے جب تک تناسخ کے ذریعہ سے اور طرح طرح کی جونوں میں پڑنے سے سزا نہ پالے۔ پس ظاہر ہے کہ اس صورت میں کس اُمید پر کوئی مجاہدہ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ سوچیں اور اگر ان کو روحانی فلاسفی کا کوئی حصہ نصیب ہو تو وہ جلدی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس عقیدہ کی وجہ سے خدائے کریم و رحیم کی رحمت کا دروازہ اپنے پر بند کر رہے ہیں۔ وہ توبہ سے صرف چند لفظ مراد لیتے ہیں مگر سچی توبہ درحقیقت

۴۶ ایک موت ہے جو انسان کے ناپاک جذبات پر آتی ہے اور ایک سچی قربانی ہے جو انسان اپنے پورے صدق سے حضرت احدیت میں ادا کرتا ہے اور تمام قربانیاں جو رسم کے طور پر ہوتی ہیں اسی کا نمونہ ہے۔ سو جو لوگ یہ سچی قربانی ادا کرتے ہیں جس کا نام دوسرے لفظوں میں توبہ ہے درحقیقت وہ اپنی سفلی زندگی پر ایک موت وارد کرتے ہیں تب خدا تعالیٰ

جو کریم و رحیم ہے اس موت کے عوض میں دوسرے جہان میں اُنکو نجات کی زندگی بخشتا ہے کیونکہ اس کا کرم اور رحم اس بخل سے پاک ہے جو کسی انسان پر دو موتیں وارد کرے۔ سو انسان توبہ کی موت سے ہمیشہ کی زندگی کو خریدتا ہے اور ہم اس زندگی کے حاصل کرنے کیلئے کسی دوسرے کو پھانسی پر چڑھانے کے محتاج نہیں ہمارے لئے وہ صلیب کافی ہے جو اپنی قربانی دینے کی صلیب ہے۔

یاد رہے کہ توبہ کا لفظ نہایت لطیف اور روحانی معنے اپنے اندر رکھتا ہے جس کی غیر قوموں کو خبر نہیں۔ یعنی توبہ کہتے ہیں اس رجوع کو کہ جب انسان تمام نفسانی جذبات کا مقابلہ کرکے اور اپنے پر ایک موت کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ کی طرف چلا آتا ہے۔ سو یہ کچھ سہل بات نہیں ہے اور ایک انسان کو اُسی وقت تائب کہا جاتا ہے جبکہ وہ بکلی نفس امارہ کی پیروی سے دست بردار ہو کر اور ہر ایک تلخی اور ہر ایک موت خدا کی راہ میں اپنے لئے گوارہ کرکے آستانۂ حضرت احدیت پر گر جاتا ہے۔ تب وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس موت کی عوض میں خدا تعالیٰ اُس کو زندگی بخشے۔ چونکہ آریہ لوگ صرف بہت سی جونوں کو مدار نجات سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے ان کا اس طرف خیال نہیں آتا ہے۔ نہیں جانتے کہ جس طرح میلا کپڑا بھٹی پر چڑھنے سے اور پھر دھوبی کے ہاتھ سے آب شفاف کے کنارہ پر طرح طرح کے صدمات اٹھانے سے آخر کار وہ سفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ توبہ جس کے معنے میں بیان کر چکا ہوں انسان کو صاف پاک کر دیتی ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ میں پڑ کر اپنی تمام ہستی کو جلا دیتا ہے تو وہی محبت کی موت اُسکو ایک نئی زندگی بخشتی ہے۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ محبت بھی ایک آگ ہے اور گناہ بھی ایک آگ ہے۔ پس یہ آگ جو محبت الٰہی کی آگ ہے گناہ کی آگ کو معدوم کر دیتی ہے۔ یہی نجات کی جڑ ہے۔

ص۴۸ اور نہایت افسوس تو یہ ہے کہ آریہ لوگ اپنے مذہب کی خرابیوں کو نہیں دیکھتے۔ اور اسلام پر بے ہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی ان کا ایسا اعتراض نہیں جو ان کے مذہب کے کسی فرقہ کے طریق عمل میں وہ داخل نہیں۔ اب ہم اس رسالہ کو خدا کے نام پر ختم کرتے ہیں۔ الحمد للہ اولاً و آخراً ھو مولٰنا نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

نظم

از مصنّف

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے ٭ اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا ٭ اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس راہ سے اسکو دیکھیں ٭ اِن مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر ٭ پر اے اندھیرے والو! دِل کا دیا یہی ہے
دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھیں بھالیں ٭ آخر ہوا یہ ثابت دارُ الشفاء یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے ٭ ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے ۴۹
دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت ٭ پی لو تم اِس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سُورج ٭ پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن۔ بَلا یہی ہے
جب کھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا ٭ نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا ٭ عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے
مِلتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی ٭ اے طالبانِ دولت ظِلِّ ہُما یہی ہے
سب دیں ہیں اِک فسانہ شرکوں کا آشیانہ ٭ اُسکا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے
سَو سَو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر ٭ مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مدّعا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ ٭ اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ ٭ اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے ٭ دیں کی میرے پیارو زرّیں قبا یہی ہے

افسوس آریوں پر جو ہوگئے ہیں شپّر ٭ وہ دیکھ کر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے
معلوم کرکے سب کچھ محروم ہوگئے ہیں ٭ کیا ان نیوگیوں کا ذہنِ رسا یہی ہے
اِک ہیں جو پاک بندے اِک ہیں دِلوں کے گندے ٭ جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے منہ
اِن آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی ٭ ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی ٭ پر ان سیہ دِلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ ٭ کس کو کہوں کہ اُن میں ہرزہ درا یہی ہے
آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے ٭ کیا جُون ان کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری ٭ کس کس کا نام لیویں ہر سُو وبا یہی ہے
لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اُس پر ٭ پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
پنڈت لیکھرام
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا ٭ آخر خدا کے گھر میں بَد کی سزا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا ٭ کُتّوں سا کھولنا مُنہ تخمِ فنا یہی ہے
میٹھے بھی ہوکے آخر نشتر ہی ہیں چلاتے ٭ اِن تیرہ باطنوں کے دِل میں دغا یہی ہے
جاں بھی اگرچہ دیویں ان کو بطور احساں ٭ عادت ہے اِن کی کفراں رنج و عنا یہی ہے
ہندو کچھ ایسے بگڑے دِل پُر ہیں بغض و کیں سے ٭ ہر بات میں ہے توہیں طرزِ ادا یہی ہے
جاں بھی ہے اِن پہ قرباں گر دل سے ہوویں صافی ٭ پس ایسے بدکنوں کا مجھ کو گِلا یہی ہے
احوال کیا کہوں مَیں اس غم سے اپنے دِل کا ٭ گویا کہ ان غموں کا مہماں سرا یہی ہے منہ
لیتے ہی جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ ٭ آخر کی کیا اُمیدیں جب ابتدا یہی ہے
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سُنتے سُنتے ٭ غم تو بہت ہیں دِل میں پر جاں گزا یہی ہے
دنیا میں گرچہ ہوگی سَو قسم کی بُرائی ٭ پاکوں کی ہتک کرنا سب سے بُرا یہی ہے

غفلت پہ غافلوں کی روتے رہے ہیں مُرسل ⁂ پر اِس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے

ہم بد نہیں ہیں کہتے اُن کے مقدسوں کو ⁂ تعلیم میں ہماری حُکمِ خُدا یہی ہے

ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی ⁂ تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

پر آریوںؔ کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت ⁂ کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتّقا یہی ہے

جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ ⁂ مکّار ہیں وہ سارے اِن کی نِدا یہی ہے

اِک وید ہے جو سچّا باقی کتب ہیں ساری ⁂ جھوٹی ہیں اور جعلی اِک رہ نما یہی ہے

یہ ہے خیال اِن کا پُربت بنایا تنکا ⁂ پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے ⁂ اُس کے گماں میں اُس کا ارض و سما یہی ہے

ویدوں کا سب خلاصہ ہم نے نیوگ پایا ⁂ اِن پستکوں کی رُو سے کارج بھلا یہی ہے

جس اِستری کو لڑکا پیدا نہ ہو پِیا سے ⁂ ویدوں کی رُو سے اُس پر واجب ہُوا یہی ہے

جب ہے یہی اشارہ پھر اُس سے کیا ہے چارہ ⁂ جب تک نہ ہو ویں گیارہ لڑکے رَوا یہی ہے

ایشر کے گُن عجب ہیں ویدوں میں ٹے عزیزو ⁂ اُس میں نہیں مروّت ہم نے سُنا یہی ہے

دے کر نجات و مکتی پھر چھینتا ہے سب سے ⁂ کیسا ہے وہ دیالو جس کی عطا یہی ہے

ایشر بنا ہے مُنہ سے خالق نہیں کسی کا ⁂ رُوحیں ہیں سب اَنادی پھر کیوں خدا یہی ہے

رُوحیں اگر نہ ہوتیں ایشر سے کچھ نہ بنتا ⁂ اُس کی حکومتوں کی ساری بِنا یہی ہے

اُن کا ہی مُنہ ہے تکتا ہر کام میں جو چاہے ⁂ گویا وہ بادشہ ہیں اُن کا گدا یہی ہے

القصّہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے ⁂ اُنکا ہے جس پہ تکیہ وہ بے نوا یہی ہے

اے آریو کہو اب ایشر کے ہیں یہی گُن ⁂ جس پہ ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے؟

ویدوں کو شرم کر کے تم نے بہت چھپایا ⁂ آخر کو راز بستہ اس کا کھلا یہی ہے

ؔ اگر ایسے لوگ بھی ان میں ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور صلاحیت اور شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے بیان سے باہر ہیں ۔ منہ

* حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے

قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر ٭ کیا دینِ حق کے آگے زور آزما یہی ہے
کچھ کم نہیں بتوں سے یہ ہندوؤں کا ایشر ٭ سچ پوچھیئے تو واللہ بُت دوسرا یہی ہے
ہم نے نہیں بنائیں یہ اپنے دل سے باتیں ٭ ویدوں سے اے عزیزو ہم کو ملا یہی ہے
فطرت ہر اِک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت ٭ پھر آریوں کے دل میں کیونکر بسا یہی ہے ۵۳
یہ حکم وید کے ہیں جن کا ہے یہ نمونہ ٭ ویدوں سے آریوں کو حاصل ہوا یہی ہے
خوش خوش عمل ہیں کرتے اوباش سارے اِس پر ٭ سارے نیوگیوں کا اِک آسرا یہی ہے ٭
پھر کس طرح وہ مانیں تعلیم پاک فرقاں ٭ اُن کے تو دل کا رہبر اور مقتدا یہی ہے
جب ہوگئے ہیں ملزم اُترے ہیں گالیوں پر ٭ ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے
رُکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی ٭ اِن کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے
کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے ٭ پردہ اُٹھا کے دیکھو اُن میں بھرا یہی ہے ٭٭

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵۳

٭٭ اسجگہ وید کے لفظ سے وہ تعلیم مراد ہے جو آریہ سماج والوں نے اپنے زعم میں ویدوں کے حوالہ سے شائع کی ہے۔ ورنہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم وید کی اصل حقیقت کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے اس میں کیا بڑھایا اور کیا گھٹایا۔ جبکہ ہندوستان اور پنجاب میں وید کی پَیروی کا دعویٰ کرنے والے صدہا مذہب ہیں تو ہم کسی خاص فرقہ کی غلطی کو وید پر کیونکر تھوپ سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وید بھی محرّف ہوچکا ہے۔ پس بوجہ تحریف اس سے کسی بہتری کی امید بھی لاحاصل ہے۔ منہ

٭ یاد رہے کہ وید کی تعلیم سے مراد ہماری اسجگہ وہ تعلیمیں اور وہ اصول ہیں جن کو آریہ لوگ اسجگہ ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیوگ کی تعلیم وید میں موجود ہے۔ اور بقول ان کے وید بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو اس کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اجازت دے کہ وہ دوسرے سے ہمبستر ہو اور اس طرح اپنی نجات کے لئے لڑکا حاصل کرے۔ اور گیارہ لڑکے حاصل کرنے تک یہ تعلق قائم رہ سکتا ہے۔ اور اگر اس کا خاوند کہیں سفر میں گیا ہو

فطرت کے ہیں درندے مُردار ہیں نہ زندے ٭ ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے

٭ یاد رہے کہ ہماری رائے اُن آریہ سماج والوں کی نسبت ہے جنہوں نے اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے اپنی گندی طبیعت کا ثبوت دیدیا ہے اور ہزارہا گالیاں خدا کے پاک نبیوں کو دی ہیں۔ جن کی اخبار اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں مگر شریف طبع لوگ اسجگہ ہماری مراد نہیں ہیں اور نہ وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں۔ منہ

تو خود اس کی بیوی نیوگ کی نیّت سے کسی دوسرے آدمی سے آشنائی کا تعلّق پیدا کرسکتی ہے تا اس طریق سے اولاد حاصل کرے اور پھر خاوند کے سفر سے واپس آنے پر یہ تحفہ اس کے آگے پیش کرے اور اُس کو دکھاوے کہ تُو تو مال حاصل کرنے گیا تھا مگر مَیں نے تیرے پیچھے یہ مال کمایا ہے۔ پس عقل اور انسانی غیرت تجویز نہیں کرسکتی کہ یہ بے شرمی کا طریق جائز ہوسکے۔ اور کیونکر جائز ہو حالانکہ اس بیوی نے اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی اور اس کی قید نکاح سے اس کو آزادی حاصل نہیں ہوئی۔ افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ وہ باتیں ہیں جو آریہ لوگ وید کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ گو ہم نہیں کہہ سکتے کہ درحقیقت یہی تعلیم وید کی ہے ممکن ہے کہ ہندوؤں کے بعض جوگی جو مجرّد رہتے تھے اور اندر ہی اندر نفسانی جذبات انکو مغلوب کرتے تھے انہوں نے یہ باتیں خود بنا کر وید کی طرف منسوب کردی ہوں یا تحریف کے طور پر وید میں شامل کردی ہوں۔ کیونکہ محقق ہندؤں نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ وید پر وہ بھی آیا ہے کہ ان میں بڑی تحریف کی گئی ہے اور ان کے بہت سے پاک مسائل بدلائے گئے ہیں۔ ورنہ عقل قبول نہیں کرتی کہ وید نے ایسی تعلیم دی ہو۔ اور نہ کوئی فطرت صحیحہ قبول کرتی ہے کہ ایک شخص اپنی پاک دامن بیوی کو بغیر اس کے کہ اُس کو طلاق دے کر شرعی طور پر اُس سے قطع تعلّق کرے یونہی اولاد حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے اسکو دوسرے سے ہمبستر کرادے کیونکہ یہ تو دیّوثوں کا کام ہے۔ ہاں اگر کسی عورت نے طلاق حاصل کرلی ہو اور خاوند سے کوئی اس کا تعلق نہ رہا ہو تو اس صورت میں ایسی عورت کو جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ اس کی پاک دامنی پر کوئی حرف۔ ورنہ ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ نیوگ کا نتیجہ اچھا نہیں ہے جس صورت میں آریہ سماج کے لوگ ایک طرف تو عورتوں کے پردہ کے مخالف ہیں کہ یہ مسلمانوں کی رسم ہے۔ پھر دوسری طرف جبکہ ہر روز نیوگ کا پاک مسئلہ ان عورتوں کے کانوں تک پہنچتا رہتا ہے اور ان عورتوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ ہم دوسرے مردوں سے بھی ہمبستر ہوسکتی ہیں تو ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتوں کے سُننے سے خاصکر جبکہ ویدوں کے حوالہ سے بیان کی جاتی ہیں کسقدر

دینِ خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر ۔ سب گالیوں پہ اُترے دل میں اُٹھا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اُنکی ہرگز ۔ وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا ۔ اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے
اُن سے دوچار ہونا عزّت ہے اپنی کھونا ۔ اُن سے ملاپ کرنا راہِ ریا یہی ہے
پس اے مرے پیارو عقبیٰ کو مت بسارو ۔ اِس دیں کو پاؤ یارو بدرالدّجیٰ یہی ہے

۴ حاشیہ حاشیہ

ناپاک شہوات عورتوں کی جوشش ماریں گی ۔ بلکہ وہ تو دس قدم اور بھی آگے بڑھیں گی اور جبکہ پردہ کا پُل بھی ٹوٹ گیا تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ان ناپاک شہوتوں کا سیلاب کہاں تک خانہ خرابی کرے گا ۔ چنانچہ جگن ناتھ اور بنارس اور کئی جگہ میں اس کے نمونے بھی موجود ہیں کاش! اس قوم میں کوئی سمجھدار پیدا ہو ۔
اور ہمیں یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ مکتی حاصل کرنے کے لئے اولاد کی ضرورت کیوں ہے ۔ کیا ایسے لوگ جیسے پنڈت دیانند تھا جس نے شادی نہیں کی اور نہ کوئی اولاد ہوئی مکتی سے محروم ہیں ؟ اور ایسی مکتی پر تو لعنت بھیجنا چاہیئے کہ اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اور ایسا فعل اس سے کرا کر جو عام دنیا کی نظر میں زنا کی صورت ہیں ہی حاصل ہو سکتی ہے اور بجز اس ناپاک فعل کے اور کوئی ذریعہ اُسکی مکتی کا نہیں ۔ اور یہ بھی ہم سمجھ نہیں سکتے کہ جو ہزاروں طاقتیں اور قوتیں اور صفتیں روحوں اور ذرات اجسام میں ہیں وہ سب قدیم سے خود بخود ہیں ۔ پرمیشر سے وہ حاصل نہیں ہوئیں ۔ پھر ایسا پرمیشر کس کام کا ہے اور اسکے وجود کا ثبوت کیا ہے ؟ اور کیا وجہ کہ اسکو پرمیشر کہا جائے ؟ اور کامل اطاعت کا وہ کیونکر مستحق ہو سکتا ہے جبکہ اسکی پرورش کامل نہیں اور جن طاقتوں کو اس نے آپ نہیں بنایا ان کا علم اس کو کیونکر ہے اور جبکہ وہ ایک رُوح کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو کن معنوں سے اُسکو سرب شکتی مان کہا جاتا ہے جبکہ اُس کی شکتی صرف جوڑنے تک ہی محدود ہے ۔ میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ یہ ناپاک تعلیمیں وید میں ہرگز نہیں ہیں ۔ پرمیشر تو تب ہی پرمیشر رہ سکتا ہے جبکہ ہر ایک فیض کا وہی مبدء ہو ۔ بیدانت والوں نے بھی اگرچہ غلطیاں کیں مگر تھوڑی سی اصلاح سے انکا مذہب قابلِ اعتراض نہیں رہتا مگر دیانند کا مذہب تو سراسر گندہ ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ دیانند نے ان جھوٹے فلسفیوں اور منطقیوں کی پیروی کی ہے جن کو وید سے کچھ بھی تعلق نہ تھا بلکہ وید کے درپردہ پکّے دشمن تھے ۔ اسی وجہ سے اس کے مذہب میں پرمیشر کی وہ تعظیم نہیں جو ہونی چاہیئے ۔ اور نہ پاک دل جوگیوں کی طرح پرمیشر سے ملنے کیلئے مجاہدات کی تعلیم ہے ۔ صرف تعصّب اور خدا کے پاک نبیوں کو کینہ اور گالیاں دینا ہی بدقسمت بد نصیب اپنے چیلوں کو سکھا گیا ہے ۔ بلکہ یوں کہو کہ ایک زہر کا پیالہ پلا گیا ہے ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارا سب اعتراض دیانند کے فرضی ویدوں پر ہے نہ خدا کی کسی کتاب پر ۔ واللّٰہ اعلم ۔ منہ

میں ہوں ستم رسیدہ اُن سے جو ہیں رمیدہ ٭ شاید ہے آب دیدہ واقف بڑا یہی ہے
میں دِل کی کیا سُناؤں کس کو یہ غم بتاؤں ٭ دُکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے ۵۵
دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ ٭ دِلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
ہم مرچکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے ٭ اُس یار کی نظر میں شرطِ وفا یہی ہے
برباد جائیں گے ہم گر وہ نہ پائیں گے ہم ٭ رونے سے لائینگے ہم دل میں رجا یہی ہے
وہ دن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کر کے باتیں ٭ اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے ۵۶
جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی ٭ دے شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے
شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں ٭ غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہی ہے
کیا وصف اُس کے کہنا ہر حرف اُس کا گہنا ٭ دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں ٭ خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے ۵۷
اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا ٭ راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے
اُس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے ٭ سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے ٭ دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے
کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن ٭ خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا ٭ یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
اِسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں ٭ سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن ٭ اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے
تھم جاتے ہیں کچھ آنسو یہ دیکھکر کہ ہر سو ٭ اِس غم سے صادقوں کا آہ و بکا یہی ہے
سب مشرکوں کے سر پر یہ دیں ہے ایک خنجر ٭ یہ شرک سے چھڑاوے اُن کو ادا یہی ہے

کیوں ہوگئے ہیں اس کے دشمن یہ سارے گمراہ ٭ وہ رہنما ہے رازِ چون و چرا یہی ہے
دیں غار میں چھپا ہے اِک شور کفر کا ہے ٭ اب تم دعائیں کر لو غارِ حرا یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا ٭ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر ٭ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے ۵۸
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے ٭ اُس پہ ہر اِک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اِس نے ہیں اُتارے ٭ میں جاؤں اس کے وارے (قربان) بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے ٭ دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی۔ وہ دلبرِ نہانی ٭ دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے، وہ تاجِ مرسلیں ہے ٭ وہ طیب و امیں ہے، اُس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے ٭ جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھ اُس کی دُور بیں ہے، دِل یار سے قریں ہے ٭ ہاتھوں میں شمع دیں ہے، عین الضیا یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے ٭ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں ٭ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ ٭ باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا ٭ وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
ہم تھے دِلوں کے اندھے سو سو دِلوں پہ پھندے ٭ پھر کھولے جس نے جندے٭ وہ مجتبیٰ یہی ہے

٭ جندے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور

۵۹ اے میرے ربِّ رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں ✿ مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یارِ جانی خود کر تو مہربانی ✿ ورنہ بلائے دنیا اِک اژدہا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ✿ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے ✿ مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کہتے ہیں جوشِ اُلفت یکساں نہیں ہے رہتا ✿ دل پر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر ✿ جیتا ہوں اِس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا ✿ معشوق ہے تُو میرا عشقِ صفا یہی ہے

مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا ✿ جب سے سُنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا ✿ جب میں مرا جلایا جامِ بقا یہی ہے

اِس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں ✿ پر کیا کروں کہ اُس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اِس عہد کو نہ توڑوں ✿ اُس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے مِلا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر ✿ دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آتے ✿ تیغ و تبر دکھاتے ہر سُو ہوا یہی ہے

۶۰ دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے ✿ ہشیار ساری دنیا اِک باؤلا یہی ہے

حاشیہ متعلقہ صفحہ: نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امرِ حق کو دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ منہ

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں ॥ دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ ॥ دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے
اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی ॥ مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے
فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جانکنی ہے ॥ عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری ॥ طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے ॥ ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا ॥ پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے
اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں ॥ کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے
اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو ॥ سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے ॥ ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا ॥ جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے
شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں ॥ سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے
ص۱۱ آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں ॥ سرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے
لعل یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے ॥ سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے
انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم ॥ بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے
پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی ॥ وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے
بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے ॥ جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

گو ہیں بہت درندے انساں کے پوستیں میں ؁ پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے
کس دیں پہ ناز اُنکو جو وید کے ہیں حامی ؁ مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے
اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے ؁ اِن شوخیوں کو چھوڑو راہِ حیا یہی ہے
مجھ کو ہو کیوں ستاتے سَو افترا بناتے ؁ بہتر تھا باز آتے دُور از بلا یہی ہے
جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر ؁ ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
پنڈت لیکھرام
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دُکھانا ؁ گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
اِس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھادے ؁ سب جھوٹے دیں مٹادے میری دُعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

تمام شد

ل یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہے - ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کیے گئے آریہ ورت کے صدہا مذہب اپنے عقائد کا ویدوں پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم اُنکا سخت اختلاف ہے پس ہم اسجگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شائع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں - منہ

اعلان

یاد رہے کہ اس رسالہ کے شائع کرنے کی ہمیں کچھ بھی ضرورت نہ تھی لیکن ایک گندی اخبار جو قادیان
سے آریوں کی طرف سے نکلتی ہے جس میں ہمیشہ وہ لوگ توہین اور بد زبانی کر کے اور دین اسلام کی ۶۲
نسبت اپنی فطرتی عداوت کی وجہ سے ناشائستہ کلمات بول کر اور ساتھ ہی مجھ کو بھی گالیاں
دے کر لیکھرام کے قائم مقام ہو رہے ہیں ان کی اخبار نے ہمیں مجبور کیا کہ ان کے جھوٹے الزاموں
کو اس رسالہ میں ہم دُور کر دیں اور ثابت کریں کہ ان کے بھائی لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان
قادیان درحقیقت میرے بہت سے نشانوں کے گواہ ہیں۔ اور ان پر کیا حصر ہے تمام قادیان کے
آریہ اور ہندو بعض نشانوں کے گواہ رؤیت ہیں۔ اور پھر قادیان پر ہی موقوف نہیں لیکھرام کے
مارے جانے کی پیشگوئی ایک ایسی جہاں جال پیشگوئی ہے جس نے تمام پنجاب اور ہندوستان
کے ہندو اور آریہ سماج والے اس عظیم الشان نشان کے گواہ کر دیئے ہیں۔ اب ان پیشگوئیوں
سے انکار کرنا آریوں کے لئے ممکن نہیں اور اس بارے میں قلم اٹھانا محض بے حیائی ہے۔ اور
اگر وہ اس قدر پر باز نہ آئے تو پھر ان کا تمام پردہ کھول دیا جائے گا۔ والسلام علیٰ
من اتبع الھدیٰ۔ ۶۱

راقم

میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

(مطبع ضیاء الاسلام ربوہ)